ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جولائی 2020ء جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 07

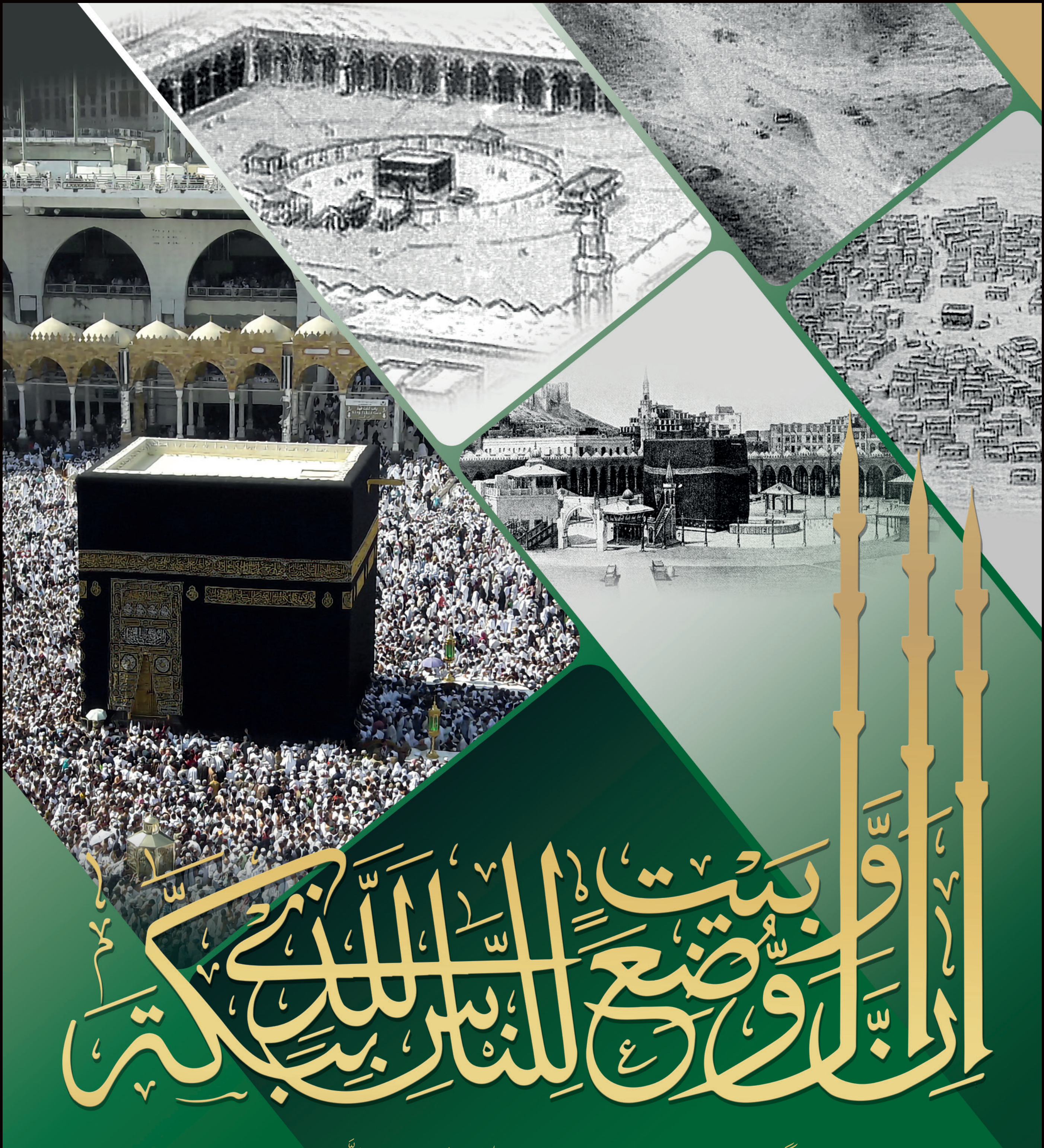

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے (آل عمران:97)

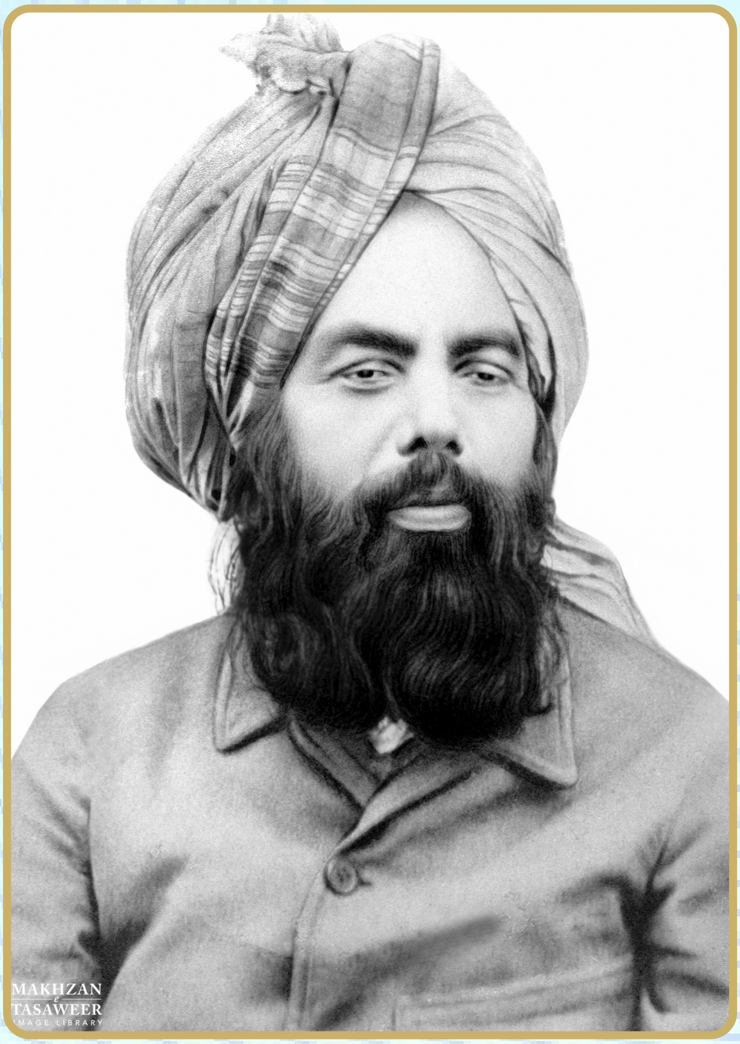

حج کے لئے راستہ کا امن شرط ہے

حج پر نہ جانے کے اعتراض پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب

ایک شخص نے عرض کی کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب حج کو کیوں نہیں جاتے؟ فرمایا:

یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ دس سال مدینہ میں رہے۔ صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا مگر آپ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہنچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسائل موجود ہوں۔ جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے؟ اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اوّل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا تا کہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت ﷺ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 248 ایڈیشن 1988ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انسان کا سینہ بیت اللہ ہے اور دِل حجرِ اسود

یہ بات بحضورِ دل یادرکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجر اسود پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بُت رکھ دیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا۔ مگر نہیں اللہ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا قلبِ انسانی بھی حجر اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسویٰ اللہ کے خیالات وُہ بُت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکّہ معظّمہ کے بتوں کا قلع قمع اُس وقت ہوا تھا جبکہ ہمارے نبی کریم ﷺ دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکہ فتح ہوگیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ (النحل:51) اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے، اُس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکمِ انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسویٰ اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ اُن پر اسی طرح سے چڑھائی کی جائے۔ یہ لشکر تزکیہ نفس سے تیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے؛ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا (الشّمس:10) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہوجائے، تو کُل جسم کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں، وہ دراصل قلب کے ہی فتوٰے پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے، پھر وُہ جس عضو کے متعلق ہو وُہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔

غرض اس خانہ کو بتوں سے پاک وصاف کرنے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ مَیں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کروگے تو ان بتوں کو توڑ ڈالوگے اور یہ راہ مَیں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا۔ بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ مَیں بتاؤں۔ اور وُہ راہ کیا ہے؟ میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہ آواز نئی آواز نہیں ہے۔ مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بھی کہا تھا۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کروگے، تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہوجاؤ گے اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بُتوں سے بَھرا پڑا ہے پاک کرنے کے لائق ہوجاؤ گے۔ تزکیہ نفس کے لئے چلّہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے چلّہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ ارّہ اور نفی واثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے، بلکہ اُن کے پاس ایک اور ہی چیز تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں محو تھے، جو نُور آپؐ میں تھا۔ وُہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہوکر صحابہؓ کے قلب پر گرتا اور ماسِویٰ اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کے بجائے اُن سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔ اس وقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے جب تک کہ وہ نُور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گِرتا۔ تزکیہ نفس نہیں ہوسکتا۔ انسان کا سینہ مہبطُ الاُنوار ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے۔ (ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 1984ء صفحہ 188-186)

اخبار احمدیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ذوالحجہ 1441 ہجری قمری | جولائی 2020ء | جلد نمبر 21 | شمارہ نمبر 07 | وفا 1399 ہجری شمسی

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیر

محمد انیس دیالگڑھی

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main,Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

تازہ وگزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں
https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرکات
06	نظم: شَمْسُ الْهُدٰى طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَكَّةَ
07	ہر عبادت اور قربانی تقویٰ کی روح چاہتی ہے
09	خطبہ جمعہ: بیت اللہ کی تعمیر نو کے 23 عظیم الشان مقاصد
13	حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی زیارتِ حرم شریف
14	عیدالاضحیہ پر قربانی کے احکام
15	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا سفرِ حج
16	نظم: ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعاگو
17	سوئے حرم
19	کعبہ مرا یہی ہے
20	منظوم کلام: جس خاک کا ہر ذرہ ہے گنجینۂ انوار
21	سیرت حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ
24	حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت کی متضرعانہ دعائیں
27	مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل (قسط دوم)
35	ہجری شمسی کیلنڈر کا ساتواں مہینہ 'وفا'
37	اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے
38	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں نورِ خدا
39	تعلیمی کامیابیوں کا سفر
41	حالات حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں
43	طنز و مزاح: 'اخبار میں ضرورت ہے'
45	یادِ رفتگاں: مکرم محمد ابراہیم صاحب مرحوم
47	اعلاناتِ وفات
48	جماعتی سرگرمیاں: میونخین گلڈباخ میں اسلام نمائش کا انعقاد

17

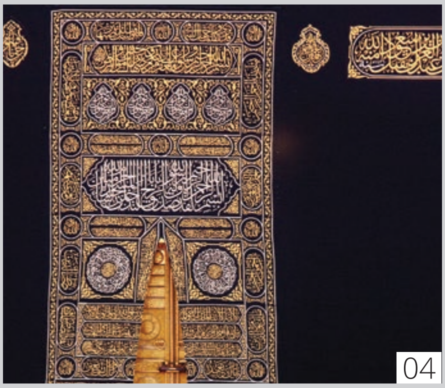
04

07

24

06

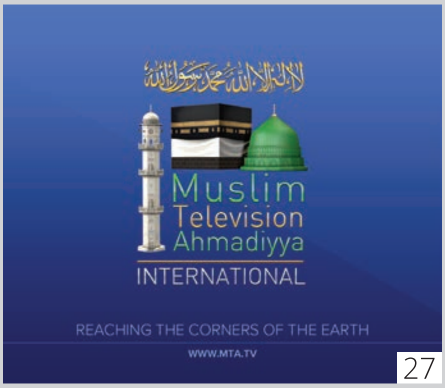

27

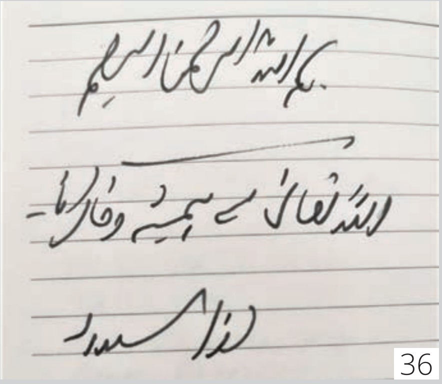

36

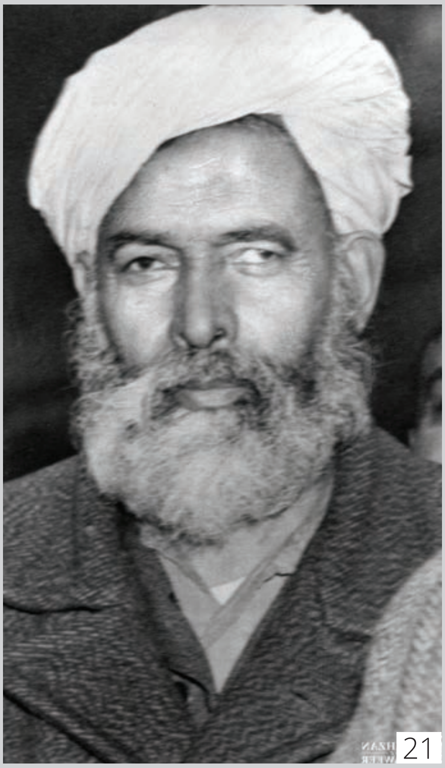
21

37

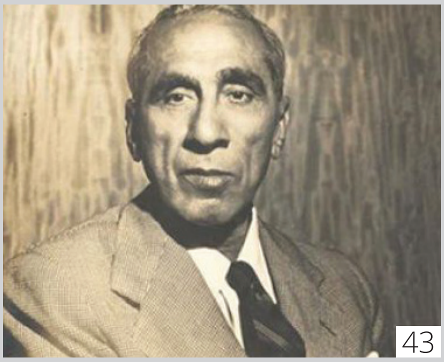
43

41

48

قال اللہ جلّ جلالہٗ

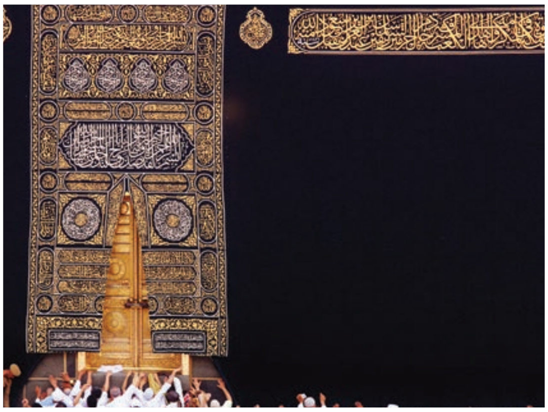

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بَکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

(آل عمران:97)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ مَكَّةَ فَرَأَى الْبَيْتَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ كَبَّرَ وَقَالَ:
اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَمَهَابَةً، وَزِدْ مَنْ حَجَّهُ اَوِاعْتَمَرَهُ تَكْرِيمًا وَتَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَّ بِرًّا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ شہر میں داخل ہوتے اور خانہ کعبہ پر نظر پڑتی تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے:

اے اللہ تو سلام ہے اور تری طرف سے سلام اترتا ہے لہٰذا ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اے اللہ اس گھر کی بزرگی و تعظیم و تکریم و رعب و ہیبت میں مزید اضافہ فرما۔ اور جو کوئی اس کا حج یا عمرہ کرے، اس کی عزت و تکریم و بزرگی و عظمت اور بھلائی میں اضافہ فرما۔

(بیہقی، السنن الکبری، کتاب الحج، باب القول عند رؤیۃ البیت، 73:5 رقم 8995)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اصل بات یہ ہے کہ سالک کا آخری مرحلہ یہ ہے کہ وہ انقطاع نفس کر کے تعشّق باللہ اور محبت الٰہی میں غرق ہوجاوے۔ عاشق اور محبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور اپنا دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے جیسا کہ ایک بیت اللہ نیچے زمین پر ہے ایسا ہی ایک آسمان پر بھی ہے۔ جب تک آدمی اُس کا طواف نہ کرے اِس کا طواف بھی نہیں ہوتا۔ اس کا طواف کرنے والا تو تمام کپڑے اتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے لیکن اُس کا طواف کرنے والا بالکل نزعِ ثیاب کر کے خدا کے واسطے ننگا ہو جاتا ہے۔ طواف عشاق الٰہی کی ایک نشانی ہے۔ عاشق اس کے گرد گھومتے ہیں گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے گرداگرد قربان ہو رہے ہیں۔

(البدر مؤرخہ 10 جنوری 1907ء صفحہ 15 کالم 3)

تبرکات

ابراہیمیؑ دعائیں، قربانیاں اور ثمرات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

اس میں کچھ شک نہیں کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے اور اس کی بزرگی میں کوئی کلام اور شبہ نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اس کی بزرگی کا ذکر ہے۔ مگر یہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آسکتے۔ اس کے لیے دوسری آنکھ کی حاجت ہے۔ اگر وہ آنکھ کھلی ہو تو یقیناً انسان دیکھ لے گا کہ خانہ کعبہ میں کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہیں۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 416، ایڈیشن 2010ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’حضرت ابراہیمؑ نے سات دعائیں کی ہیں۔ 1۔ جب عمارت بنائی۔ باپ بیٹا مل کر دعا کرتے تھے۔ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ (بقرہ:129) الٰہی ہمیں اپنا فرماں بردار بنالے۔ 2۔ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ (بقرہ:129) 3۔ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا۔ 4۔ وَتُبۡ عَلَیۡنَا (بقرہ:129) پھر دعا کی۔ 5۔ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ (بقرہ:130)۔ 6۔ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ۔ 7۔ وَیُزَکِّیۡہِمۡ (بقرہ 130) کل بناء کعبہ میں سات دعائیں کی ہیں۔ اس واسطے مومن سات دفعہ وہاں طواف کرتا ہے اور یہ دعائیں کرتا ہے۔ اسی مقام کو ڈھونڈتا ہے جہاں یہ دعائیں قبول ہوئیں۔ مَنَافِعَ لَهُمْ، حج کے منافع عجیب در عجیب ہیں۔ انسان جب اپنے وطن میں رہتا ہے تو بوجہ محبت وطن چھوڑ نہیں سکتا مگر جو قومیں گھروں کے چھوڑنے کی عادی ہیں وہ بہت ہی نفع میں رہیں‘‘۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان 9 جون 1910ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

پس اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ میں یہ زبردست پیشگوئی تھی کہ یہ گھر بطور بیج اور گٹھلی کے ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مسلمان ایک جگہ محدود ہو کر رہ جائیں گے یا ہم اس تحریک کو تباہ کر دیں گے یا یہ سمجھتے تھے کہ مسلمان اس جگہ سے باہر نہیں پھیلیں گے اور مٹ جائیں گے۔ ان سب کو یہ اعلان کر کے بتا دیا کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ مکہ کا یہ گھر جسے خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے تمام بنی نوع انسان کی عبادت کے لیے مقرر فرما دیا ہے یہ پہلا تو ہے مگر آخری نہیں۔ بلکہ اس کے نقش پر اور اس کی اتباع میں اَور کئی گھر بنیں گے جن میں ہر اسود و احمر، مشرقی اور مغربی، کالے اور گورے، امیر اور غریب ہر قسم کے لوگوں کے لیے سکون اور راحت کا سامان ہو گا۔ سب اکٹھے مل کر ان میں نماز پڑھیں گے (خطبات محمود جلد 25 صفحہ 487)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

دسواں مقصد بیت اللہ کی تعمیر کا یہ بیان ہوا تھا۔ اِتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ مکہ کے ذریعہ، بیت اللہ کے ذریعہ اور اس میں مبعوث ہونے والے عظیم الشان نبی کے طفیل اقوام عالم مقام عبودیت کا عرفان حاصل کریں گی اور اس حقیقی عبادت کی بنیاد یہاں ڈالی جائے گی جو تذلل اور فروتنی اور انکسار کے منبع سے پھوٹتی ہے اور اس طرح قوم قوم میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل پیدا ہوں گے اور زمین کے خطہ خطہ پر اشاعت اسلام کے لئے مراکز قائم کئے جائیں گے جہاں عاجزانہ دعاؤں کے ذریعے خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا اقرار کیا جائے گا اور اظہار کیا جائے گا اور اس عاجزی اور تذلل کے نتیجہ میں جو محض خدا کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے اختیار کیا جائے گا وہ اقوام آسمانی برکات حاصل کریں گی اور بخشش کی مستحق ٹھہریں گی۔ (خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 700)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

ہر چیز کا ایک معراج ہوتا ہے۔ محمد مصطفی ﷺ کے معراج کے ساتھ نماز کا بھی معراج ہوا، زکوۃ کا بھی معراج ہوا، صیام روزے رکھنے کا بھی معراج ہوا اور اس دن صلح حدیبیہ میں مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ حج کا بھی معراج ہوا اور اب دیکھئے خدا تعالیٰ نے حج نہ کرنے والوں کے حج کو کیسا قبول فرمایا! یہ اوّل طور پر انہی کا ذکر یہاں ملتا ہے اور اگر ہم احمدی اس سنت نبویؐ، سنت مصطفویؐ کو زندہ رکھیں تو عکس کے طور پر اس فیض کا سایہ ہم پر بھی پڑے گا اور ہمیں بھی خدا اس فیض سے محروم نہیں رکھے گا۔ (خطبات طاہر عیدین صفحہ 455)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے سب سے پہلے گھر کو توحید کے قیام کے لئے دوبارہ اُس کی بنیادوں پر استوار کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی یہ دنیا جانی گی اور جان بھی رہی ہے، اور یقیناً اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ آپ کے ذریعہ سے ہوئی اور روحانی لحاظ سے خانہ کعبہ کی تعمیر کے مقاصد کو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی پورا ہونا ہے اور دنیا نے اس کو جاننا ہے۔ مساجد جو اُن مقاصد کو پورا کرنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں کہ خدائے واحد کی عبادت کے لئے لوگ جمع ہوں۔ اس لحاظ سے بھی ہمیں مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (خطبات مسرور جلد 11 ص 284 تا 285)

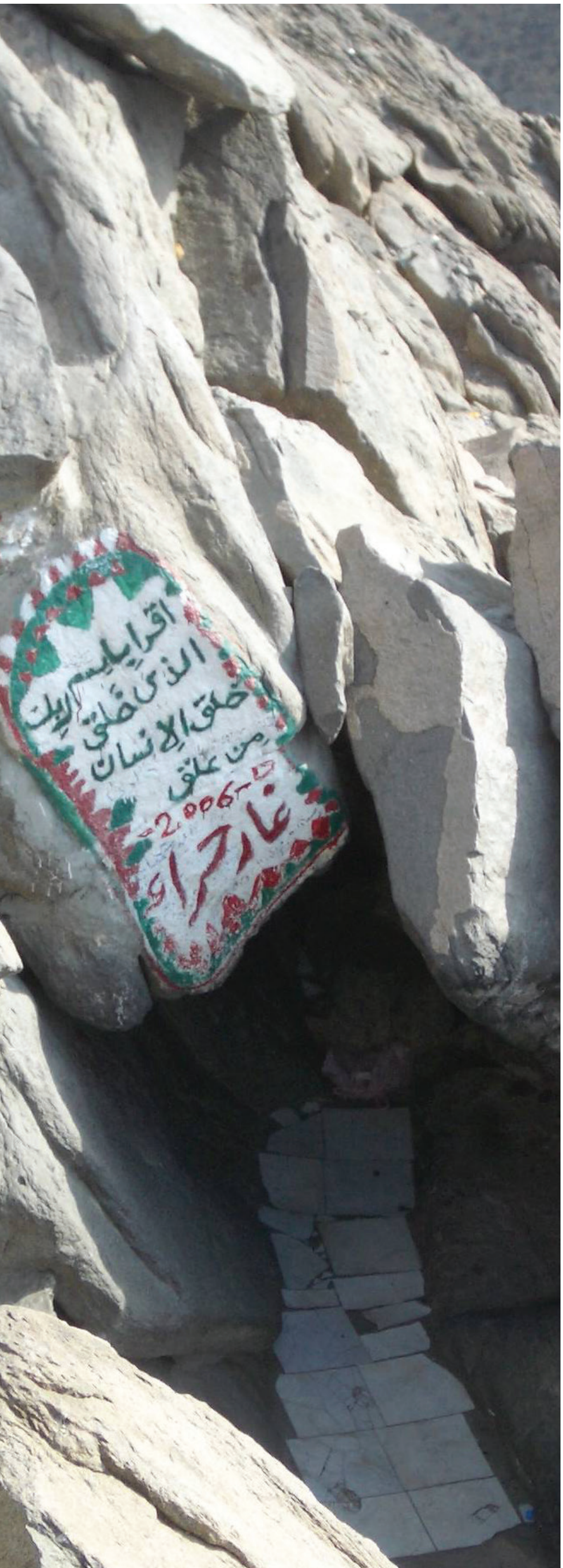

شَمۡسُ الۡھُدٰی طَلَعَتۡ لَنَا مِنۡ مَکَّۃَ

شَمۡسُ الۡھُدٰی طَلَعَتۡ لَنَا مِنۡ مَکَّۃَ
عَیۡنُ النَّدَا نَبَعَتۡ لَنَا بِحِرَاءِ

ہدایت کا آفتاب ہمارے لئے مکّہ سے طلوع ہوا۔بخششوں کا چشمہ ہمارے لئے حراء سے پھوٹ پڑا۔

ضَاھَتۡ أَیَاۃُ الشَّمۡسِ بَعۡضَ ضِیَاءِہٖ
فَاِذَا رَأَیۡتُ فَھَاجَ مِنۡہُ بُکَاءِیۡ

سورج کی شعاعیں اس ضیاء کے ایک حصّہ سے مشابہ ہیں جب میں نے (اس سورج کو) دیکھا تو اس سے میرے رونے میں ہیجان پیدا ہوگیا۔

اَعۡلَی الۡمُھَیۡمِنُ ھِمَمَنَا فِیۡ دِیۡنِہٖ
نَبۡنِیۡ مَنَازِلَنَا عَلَی الۡجَوۡزَاءِ

خدائے مہیمن نے اپنے دین کے بارہ میں ہماری ہمتوں کو بلند کیا(چنانچہ) ہم اپنی منزلیں ستارہ جوزاء پر بنا رہے ہیں۔

نَسۡعٰی کَفِتۡیَانٍ بِدِیۡنِ مُحَمَّدٍ
لَسۡنَا کَرَجُلٍ فَاقِدِ الۡاَعۡضَاءِ

ہم محمدؐ کے دین کے لئے نوجوانوں کی طرح سعی و کوشش کرتے ہیں۔ ہم اس آدمی کی طرح نہیں جس کے اعضاء ہی مفقود ہوگئے ہوں۔

نِلۡنَا ثُرَیَّاءَ السَّمَاءِ وَ سَمۡکَہٗ
لِنَرُدَّ اِیۡمَانًا اِلَی الصَّیۡدَاءِ

ہم آسمان کے ثریا اور اس کی بلندیوں تک پہنچ گئے تا کہ ہم ایمان کو زمین پر واپس لے آئیں

اِنَّا جُعِلۡنَا کَالسُّیُوۡفِ فَنَدۡمَغُ
رَأۡسَ اللِّئَامِ وَ ھَامَۃَ الۡاَعۡدَاءِ

ہمیں تلواروں کی طرح بنایا گیا ہے سو ہم کمینوں کے سر اور دشمنوں کی کھوپڑیاں توڑ ڈالتے ہیں

(مِنن الرحمن۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 171)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

ہر عبادت اور قربانی

تقویٰ کی روح چاہتی ہے

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عید الاضحیٰ منا رہے ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک میں آج ہی عید منائی جارہی ہے اور بعض ممالک میں پہلے ہو چکی ہے۔ اس عید پر قربانیاں دی جاتی ہیں اور لاکھوں جانور ان دنوں میں قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر حج کا فریضہ بھی ہے۔ لاکھوں مسلمان یہ فریضہ بھی ادا کرتے ہیں اور ان حاجیوں کی قربانیوں کی تعداد بھی لاکھوں میں پہنچ جاتی ہے۔ لیکن ہم میں سے اکثر یہ سوچتے نہیں کہ ان قربانیوں یا عید کی خوشی منانے کا فائدہ کیا ہے؟ کیا صرف گوشت کھانے کے لئے، دعوتیں کرنے کے لئے ہم نے یہ قربانیاں کی ہیں۔ کیا دنیا کو بتانے کے لئے ہم نے یہ قربانیاں کی ہیں کہ ہم اتنی حیثیت رکھتے ہیں کہ بکری، بھیڑ، گائے کی قربانی کرسکیں۔ اگر ہم میں سے بعض لوگ حج کے لئے گئے ہیں تو اس مقصد کے لئے گئے ہیں کہ دنیا کو بتایا جائے کہ ہم حج پر ہو کے آئے ہیں۔ دنیا کو بتانے کے لئے گئے ہیں کہ حج کر کے آنے کے ساتھ اب ہمارے نام کے ساتھ حاجی لگ گیا ہمیں حاجی کہو۔ یا اپنے کاروباری شریکوں کے مقابلے پر ہم نے بھی کاروباری کارڈوں اور بورڈوں پر چھاپنے کے لئے حاجی کا لفظ لکھنے کے لئے حج کیا ہے۔ کیا صرف اتنا ہی کافی ہے جس کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں اور اس کے حکموں کو بجالانے والوں میں شامل ہو جائیں گے؟ یہ سوچ ایسی ہے کہ اس کی اللہ تعالیٰ نے بڑی سختی سے نفی فرمائی ہے اور ایک اصولی بات فرما دی کہ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔ (الحج:38) کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ پس جو قربانیاں تقویٰ کو مدّ نظر رکھ کر کی جائیں، خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کی جائیں، جو عیدیں اس لئے منائی جائیں کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ عید مناؤ۔ اس لئے کہ یہ قربانی کی عید تمہیں قربانی کے اسلوب سکھاتی ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ ان حکموں پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے جو تقویٰ کے معیار بلند کرتے ہیں۔ ان ماں بیٹا اور باپ کی قربانیوں کی طرف توجہ دلاتی ہے جنہوں نے اپنے جذبات کو قربان کیا۔ جو صرف چھری پھروانے اور پھیرنے کے عارضی نمونے دکھانے والے نہیں تھے بلکہ مسلسل لمبا عرصہ قربانیاں دینے والے تھے۔ جنہوں نے دنیا کو امن اور سلامتی کے اسلوب سکھانے کے لئے نہ صرف اپنے جذبات کو قربان کیا، اپنے آرام کو قربان کیا، اپنے وطن کو قربان کیا بلکہ ان دعاؤں میں مسلسل لگے رہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی ایسا انتظام کر دے جو دنیا کے لئے امن اور سلامتی دینے والے بن جائیں۔ جو تقویٰ کی وہ راہیں دکھانے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کرتے ہوئے تقویٰ کا

اعلیٰ معیار قائم کر دیں۔جن کے نمونے دنیا کے لئے ہمیشہ کے لئے رہنما بن جائیں۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی بیوی اور بیٹے کی قربانی کی یاد میں جو ہم عید قربان مناتے ہیں اور مناسک حج ادا کرتے ہیں یہ ظاہری قربانیاں اور اظہار نہیں ہیں بلکہ ایک بہت بڑے مقصد کی طرف توجہ دلانے والے ہیں۔ ہماری قربانیاں جو بکروں، بھیڑوں اور گائیوں کی ہم کرتے ہیں یہ صرف ہماری بڑائی کے اظہار یا لوگوں پر اپنی نیکیاں ظاہر کرنے کے لئے نہیں کہ فلاں شخص نے بڑا خوبصورت اور مہنگا دنبہ قربان کیا یا فلاں نے بڑی خوبصورت اور مہنگی گائے قربان کی۔ اگر تقویٰ سے عاری یہ قربانیاں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش اور دعا کے بغیر یہ قربانیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ردّ کرنے کے قابل ہیں۔ یہ اسی طرح ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں جس طرح نمازیں ہلاکت کا باعث بنتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں پڑھی جاتیں بلکہ صرف دکھاوے کی ہوتی ہیں۔ حج بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ردّ ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہ کئے جائیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک بزرگ نے کشفی رنگ میں فرشتوں کو یہ باتیں کرتے دیکھا کہ اس سال کس قدر لوگوں کے حج قبول ہوئے ہیں۔تو انہیں بتایا گیا کہ ان حاجیوں میں سے جو یہاں آئے ہیں کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔ ہاں ایک شخص ہے جو فلاں جگہ رہتا ہے اس کا حج یہاں نہ آنے کے باوجود قبول ہو گیا ہے۔ ان بزرگ کو جستجو پیدا ہوئی کہ جا کر دیکھوں کہ اس شخص نے کون سا ایسا عمل کیا ہے جو تقویٰ کا ایسا معیار حاصل کر گیا کہ حج نہ کرنے کے باوجود بھی اس کا حج قبول ہو گیا اور یہاں آنے والے حاجیوں کا حج قبول نہیں ہوا یا شاید ہوا بھی تو اس کے طفیل ہوا۔ یہ بزرگ جب تلاش کرتے ہوئے اس شخص کے پاس پہنچے اور اسے بتایا کہ اس طرح میں نے رؤیا یا کشف دیکھا ہے کہ تمہارا حج قبول ہو گیا۔ وہ کون سا عمل ہے جو خدا تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تم حاجی بن گئے۔ اس نے کہا کہ مَیں ایک غریب آدمی ہوں پیسہ پیسہ جوڑ کر مَیں نے حج کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے زادِ راہ جمع کیا۔ جب حج کی تیاری کر رہا تھا تو ایک دن ہمسائے کے گھر سے گوشت پکنے کی خوشبو آئی۔ میری بیوی جو حاملہ تھی اس کو گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ بعض دفعہ حاملہ عورتوں کو کھانے کی بعض خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس نے کیونکہ دیر سے گوشت نہیں کھایا تھا اور ہمارے ایسے حالات نہیں تھے کہ گوشت پکا سکیں۔ اس نے کہا کہ ہمسائے کے گھر گوشت پک رہا ہے خوشبو آ رہی ہے اس سے مانگ لو۔ مَیں جب اس گھر میں تھوڑا سا گوشت کا سالن لینے گیا۔ اس ہمسائے سے اچھے تعلقات تھے اس لئے سالن مانگنے میں عار نہیں سمجھا۔ یہ نہیں کہ اس کے گھر نہ جانتے ہوئے پہنچ گئے۔ جب دروازہ کھٹکھٹا کر گھر والوں کو بلایا تو اس گھر والے کی بیوی دروازے پر آئی۔ میں نے اسے اپنی بیوی کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگی کہ یہ گوشت ہمارے لئے تو جائز ہے لیکن تمہارے لئے نہیں۔ اس لئے مَیں تمہیں نہیں دے سکتی۔ مَیں نے اسے کہا یہ کیا بات ہے کہ گوشت تمہارے لئے جائز ہے اور ہمارے لئے نہیں؟ اس نے کہا کہ کئی روز سے ہم پر فاقے آ رہے تھے۔ بچے بھوک سے تڑپ رہے تھے۔ میرا خاوند باہر گیا تو اس کو ایک مرا ہوا گدھا نظر آیا۔ اس نے اس کا گوشت کاٹا اور گھر لے آیا جسے میں اب پکا رہی ہوں۔ یہ اضطراری حالت ہماری تو ہے تمہاری نہیں کہ تمہیں یہ حرام گوشت دیا جائے۔ پس یہ گوشت تمہارے لئے جائز نہیں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے جب ہمسائے کی حالت کا یہ حال سنا تو میں فوراً اپنے گھر گیا اور حج کے لئے جو زادِ راہ جمع کیا تھا وہ لا کر ہمسائے کو دے دیا اور اسے کہا کہ تم بھی وہ حرام پھینک دو اور حلال کھاؤ۔ تو یہ شخص کہنے لگا کہ یہ میری کہانی ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء از حضرت شیخ فرید الدین عطار صفحہ 165 ناشر ممتاز اکیڈمی لاہور)

پس اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پر مبنی اس سوچ اور ہمسائے کے حق کی ادائیگی پر حج پر نہ جانے کے باوجود اس کا حج قبول کیا۔ پس ہر عبادت اور قربانی تقویٰ کی روح کو چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہتی ہے۔ اس کے بغیر یہ سب عبادتیں اور قربانیاں منہ پر ماری جاتی ہیں۔

حج پر جانے والوں کا جو حال ہے اس کا بیان حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک جگہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں حج پر گیا تو ایک نوجوان بھی غالباً سفر کے دوران ہی واقف بن گیا وہ بھی ہندوستان سے ہی گیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہاں حج کے دوران مَیں نے دیکھا کہ وہ بجائے دعائیں کرنے کے تسبیح اور تلبیہ کرنے کے فلمی گانے گا رہا تھا۔ تو میں نے اسے کہا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ یہ دعاؤں کا وقت ہے۔ بجائے دعاؤں میں مصروف ہونے کے تم کس بیہودگی میں پڑے ہوئے ہو۔ کہنے لگا کہ مجھے تو نہ نماز آتی ہے نہ دعاؤں کا پتا ہے۔ میرا تو ہندوستان کے فلاں شہر میں کاروبار ہے۔ کپڑے کی بڑی دکان ہے۔ ہمارے مقابل پر ایک اور کپڑے کا تاجر ہے۔ وہ حج کر کے آیا ہے اور اس نے اپنی دکان پر نام کے ساتھ حاجی کا بورڈ لگا دیا ہے۔ اب لوگ اس کی دکان پر بہت جاتے ہیں۔ تو میرے باپ نے کہا کہ تم بھی مکّہ جاؤ۔ کچھ پتا ہے یا نہیں کم از کم حاجی کا بورڈ تو ہم لگا لیں گے۔ تو مَیں تو اس لئے آیا ہوں کہ میری (دکان پر) حاجی کا بورڈ لگ جائے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 35)

پس ایسے بھی حاجی ہوتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ واپسی کے سفر پر جب اسے پتا چلا کہ میں احمدی ہوں اور بعض لوگوں نے مخالفت شروع کی تو وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا کہ تم قادیانی کافر ہو۔ نہ نماز کا پتا، نہ اللہ کا پتا، نہ رسول کا پتا، لیکن فتوے دینے میں سب سے آگے۔ آج کل اکثر حج پر جانے والوں کا یہی حال ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم، قتل و غارت ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا ہیں لیکن یہ مسلمان ہیں اور احمدیوں کو حج پر پابندی ہے کیونکہ احمدی کافر ہے۔ پس یہ تقویٰ سے عاری لوگ ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرے گا یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ماننے والے ہیں ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس روح کی تلاش کریں جو ان قربانیوں کی روح ہے۔

(خطبہ عید الاضحی مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 23 جنوری 2015ء)

بیت اللہ کی تعمیر نو کے

23 عظیم الشان مقاصد

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۚ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ
وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ۚ (اٰل عمران: 98-97)

وَ اِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَ اَمۡنًا ؕ وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی ؕ وَ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَہِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَ الۡعٰکِفِیۡنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ۚ وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارۡزُقۡ اَہۡلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡہُمۡ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِیۡلًا ثُمَّ اَضۡطَرُّہٗۤ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ۚ وَ اِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰہٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَ اِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۚ رَبَّنَا وَ اجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَ تُبۡ عَلَیۡنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ۚ رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (البقرۃ: 130-126)

میں نے اپنے اس مضمون کو عیدالاضحیہ کے روز شروع کیا تھا اور بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی ازسرنو تعمیر کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ عہد لیا کہ وہ اور ان کی نسل ایک لمبے عرصہ تک خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگیوں کو وقف کر کے ان ذمہ داریوں کو نباہیں گے جو بیت اللہ کی تعمیر سے تعلق رکھتی ہیں اور تدبیر اور دعا سے یہ کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل کو توفیق عطا کرے کہ جب خدا تعالیٰ کا آخری شارع نبی دنیا کی طرف مبعوث ہو تو وہ اسے قبول کریں اور اسلام کے قبول کرنے کے بعد جو انتہائی قربانی اس قوم کو خدا تعالیٰ کے نام کے بلند کرنے کے لئے دینی پڑے وہ قربانی خدا تعالیٰ کی راہ میں دیں۔

میں نے بتایا تھا کہ بیت اللہ کے ساتھ بہت سی اغراض اور بہت سے مقاصد وابستہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اور جن کا تعلق حقیقتاً

نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے ہے۔ یہ آیات جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں جب ان کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں مندرجہ ذیل مقاصد نظر آتے ہیں جن مقاصد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کروائی اور حضرت ابراہیم ؑ اور ان کی نسل سے قریباً اڑھائی ہزار سال تک وہ قربانیاں لیتا چلا گیا۔ پہلی غرض وُّضِعَ لِلنَّاسِ بیان ہوئی ہے۔ دوسری مُبٰرَكًا تیسرے هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ میں ایک مقصد بیان ہوا ہے۔ چوتھے اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ پانچویں مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ چھٹے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ساتویں وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ۔ آٹھویں جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ نویں وَ اَمْنًا دسویں وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى گیارھواں مقصد طَهِّرَا بَيْتِيَ میں بیان کیا گیا ہے۔ بارھواں مقصد لِلطَّآئِفِيْنَ تیرھواں عٰكِفِيْنَ کے لفظ میں بیان ہوا ہے۔ چودھواں مقصد وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ پندرھواں مقصد رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا میں بیان کیا گیا ہے۔ سولھواں مقصد وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ میں بیان کیا گیا ہے۔ سترھواں مقصد رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا میں بیان کیا گیا ہے۔ اٹھارواں مقصد السَّمِيْعُ کے اندر بیان ہوا ہے۔ انیسواں مقصد الْعَلِيْمُ کے اندر بیان ہوا ہے۔ بیسواں مقصد وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ میں بیان ہوا ہے۔ اکیسواں مقصد وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا میں بیان ہوا ہے بائیسواں مقصد وَتُبْ عَلَيْنَا میں بیان ہوا ہے اور تیسواں مقصد رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

وہ پہلا گھر جو لِلنَّاسِ وضع کیا گیا ہے بنایا گیا ہے مکّہ میں ہے۔ مختلف روایات اور قرآن کریم کی آیات میں جو مفہوم مختلف جگہوں میں بیان ہوا ہے۔ اس سے میرے ذہن نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جب ہمارے آدم کی پیدائش اور بعثت ہوئی (میں نے ہمارے آدم کے الفاظ اس لئے استعمال کئے ہیں کہ نبی کریمؐ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ لاکھ کے قریب آدم اس دنیا میں پیدا ہوئے ہیں جو آدم پہلے گذرے تھے۔ ان کی اولاد میں سے بعض کو اولیائے امت نے اپنے کشف میں دیکھا بھی ہے۔ جس کا انہوں نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے) اُس وقت دنیا ایک مختصر سے خطہ میں آباد تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے سب انسانوں کے لئے اپنی حکمت کاملہ سے آدم پر یہ وحی فرما کر بیت اللہ کی تعمیر کروائی ایک گھر بنوایا اور اس گھر کو تمام بنی نوع انسان کے ساتھ متعلق کر دیا جو اس آدم کی اولاد میں سے تھے۔ لیکن بعد میں جب یہ نسل بڑھی اور پھیلی اور دنیا کے مختلف خطوں کو انہوں نے آباد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحانی اور ذہنی نشوونما کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہر قوم اور ہر خطہ میں علیحدہ علیحدہ نبی بھیجنے شروع کئے تا ان کو ان راہوں پر چلانے کی کوشش کریں جن راہوں پر چل کر خدا تعالیٰ کا ایک بندہ اپنی استعداد کے مطابق عبودیت کی ذمہ داریوں کو نباہ سکتا ہے اور احادیث سے یہ بھی پتا لگتا ہے کہ اس دنیا میں ایک لاکھ سے اوپر انبیاء گذرے ہیں تو جس آدم کی اولاد اس طرح منتشر اور متفرق ہوگئی تھی علیحدہ علیحدہ قوم بن گئی تھی جن کے اپنے اپنے نبی تھے انہوں نے اس گھر کی طرف توجہ دینی چھوڑ دی جو خدا کا گھر اور تمام بنی نوع انسان کے لئے کھڑا کیا گیا تھا اور اس سے اس قدر بے توجہی برتی کہ حوادث زمانہ کے نتیجہ میں اور مرمت اور آبادی نہ ہونے کی وجہ سے اس گھر (بیت اللہ) کے نشان تک مٹ گئے لیکن جب اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء پورا ہونے کا وقت آیا کہ پھر تمام دنیا عَلٰى دِيْنٍ وَّاحِدٍ جمع کر دی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو از سرِ نو تعمیر کرنے اور اس گھر کی حفاظت کے لئے حضرت ابراہیم ؑ اور ان کی نسل کو وقف کر دینے کا فیصلہ کیا تا ایک قوم اس بیت اللہ سے تعلق رکھنے والی ایسی پیدا ہو جائے جن کے اندر وہ تمام استعدادیں پائی جاتی ہوں جو اس قوم میں پائی جانی چاہئیں جو محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کی پہلی مخاطب ہو۔ چنانچہ اڑھائی ہزار سال تک دعاؤں کے ذریعہ سے ایک ایسی قوم تیار ہوئی جو اگر خدا تعالیٰ کی بن جائے تو اس کے اندر تمام وہ استعدادیں پائی جاتی تھیں جو روحانی میدانوں میں بنی نوع انسان کی راہ نمائی اور قیادت کر سکے اور چونکہ یہ استعدادیں اور قوتیں اپنے کمال کو پہنچ چکی تھیں ان کے غلط استعمال سے فتنہ عظیمہ بھی پیدا ہو سکتا تھا۔ اس لئے جب تک وہ گمراہ رہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی شدت سے مخالفت کی اور نبی اکرم ﷺ کو اتنی ایذاء پہنچائی کہ پہلی کسی امت نے اپنے نبی کو اس قسم کی ایذا نہیں پہنچائی غرض ان کے اندر استعدادیں بڑی تھیں ایک وقت تک وہ چھپی رہیں۔ ایک وقت تک شیطان کا ان پر قبضہ رہا لیکن جب وہ سوئی ہوئی استعدادیں بیدار ہوئیں اور انہوں نے اپنے رب کو پہچانا تو دنیا نے وہ نظارہ دیکھا کہ اس سے قبل کبھی بھی انسان نے خدا تعالیٰ کی راہ میں اس قسم کی قربانیوں کا نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ غرض یہ وہ قوم تھی جو حضرت ابراہیم ؑ کی قربانیوں اور ان کی دعاؤں اور ان کی نسل کی قربانیوں اور ان کی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔

غرض وُّضِعَ لِلنَّاسِ کا مفہوم حقیقی معنی میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ تمام اغراض ومقاصد جو بیت اللہ سے متعلق ہیں وہ حقیقی طور پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں لیکن حضرت ابراہیم ؑ کو خدا تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ میں اس گھر کی جو میرا گھر ہے از سرِ نو تعمیر ان اغراض کے پیش نظر کروا رہا ہوں اور اس کے لئے تمہیں قربانیاں دینی پڑیں گی۔

غرض پہلا مقصد جس کا تعلق بیت اللہ سے ہے یہ ہے کہ یہ بیت اللہ وہ سب سے پہلا خدا کا گھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے دینی اور دنیوی فوائد رکھے ہوئے ہیں۔ وُّضِعَ لِلنَّاسِ یعنی تمام لوگوں کی بھلائی کے لئے اس کی تعمیر کی گئی ہے۔ یہاں سے دنیا کی اقوام بلا امتیاز رنگ، بلا امتیاز نسل اور قطع نظر ان امتیازات کے جو ایک کو دوسرے سے علیحدہ کر دیتے ہیں تمام اقوام عالم اس گھر سے دنیوی فوائد بھی حاصل کریں گی اور دینی

فوائد بھی حاصل کریں گی۔ یہ پہلی غرض ہے اس گھر کی از سرِ نو تعمیر سے۔

دوسری غرض بیت اللہ کی تعمیر سے یہ ہے کہ ہم ایک اپنے گھر کو (بیت اللہ کو) "مُبٰرَكًا" بنانا چاہتے ہیں اور "مُبٰرَكًا" اس مقام کو کہتے ہیں جو نشیب میں ہو اور اگر بارش ہو تو چاروں طرف کا پانی وہاں آ کر جمع ہو جائے۔ چونکہ یہاں بارش کے موضوع پر اللہ تعالیٰ بات نہیں کر رہا۔ بلکہ انسان کی دینی اور دنیوی ترقیات اور بہبود کے متعلق بات ہو رہی ہے اس لئے یہاں "مُبٰرَكًا" کے معنی دو ہیں۔ ایک یہ کہ تمام اقوام عالم کے نمائندے اس گھر میں جمع ہوتے رہیں گے اور دوسرے یہ کہ ہم نے بیت اللہ کو اس لئے تعمیر کروایا اور اسے معمور رکھنے (آباد رکھنے) کا فیصلہ کیا ہے کہ یہاں ایک ایسی شریعت قائم کی جائے گی یہاں ایک ایسا آخری شریعت والا نبی مبعوث کیا جائے گا کہ جس کی شریعت میں تمام ہدایتیں اور صداقتیں (روحانی) جو مختلف اقوام کی شریعتوں میں متفرق طور پر پائی جاتی تھیں پھر اکٹھی کر دی جائیں گی اور کوئی ایسی صداقت نہ ہو گی جو اس شریعت سے باہر رہ گئی ہو۔

پس فرمایا کہ روحانی لحاظ سے ہم اس "بیت اللہ" کو "مُبٰرَكًا" بنانا چاہتے ہیں اور ہماری یہ غرض ہے کہ یہ مولد ہو گا ایک ایسی شریعت کا کہ تمام انبیاء کی شریعتوں میں جو ہدایتیں متفرق طور پر پائی جاتی ہوں گی وہ اس میں اکٹھی کر دی جائیں گی اور اس کے ساتھ برکت بھی ہو گی لیکن وہ تمام چیزیں جو پہلوں کے لئے ضروری نہیں تھیں اور وہ انہیں برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ صداقتیں بھی اس میں بیان ہوں گی اور ایک کامل اور مکمل شریعت ہو گی جو تمام اقوام کے فائدہ کے لئے قائم کی جائے گی اور یہ جو گھر ہے اور یہ جو بیت اللہ ہے یہ اس کامل اور مکمل اور ابدی شریعت کے لئے اُمُّ القُرٰی ٹھہرے گا۔

تیسری غرض بیت اللہ کے قیام کی هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ میں بیان کی گئی ہے۔ آپ اس بات کو مدّنظر رکھیں کہ ان آیات کے شروع میں بیان کیا گیا تھا۔ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کہ تمام دنیا، تمام اقوام اور تمام زبانوں کے لئے ہم اس گھر کو بنا رہے ہیں تمام اقوام کے ساتھ اس کا جو تعلق ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بار بار دُہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیسری غرض اس گھر کی تعمیر سے یہ ہے کہ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ تمام جہانوں کے لئے ہدایت کا موجب یہ بنے۔ لفظ هُدًى کے معنوں میں بھی عالَمِیْن کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کیونکہ عقل اور فراست اور علم اور معارف جو مشترک طور پر سارے انسانوں کا حصہ ہیں ان کو ہدایت کہتے ہیں۔ اس کے بغیر آگے روحانی علوم چل ہی نہیں سکتے کیونکہ جس میں مثلاً عقل نہ ہو وہ پاگل ہو جائے اس کو مرفوع القلم کہتے ہیں لیکن اب اس کے اوپر شریعت کا حکم نہیں رہا غرض عقل بنیاد ہے شریعت کی اور ان معانی کی جو اس لفظ ہدایت کے اندر پائے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ہم اس گھر کے ذریعہ سے ثابت کریں گے کہ تمام اقوام عالم عقل کے لحاظ سے اور فراست کے لحاظ سے اور معارف کے لحاظ سے اور علوم کے لحاظ سے ایک جیسی قابلیت رکھتے ہیں۔ کسی قوم کو اس لحاظ سے کسی دوسری قوم پر برتری نہیں ہے۔

اس میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ جس زمانہ میں حقیقتاً هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ کا جلوہ دنیا پر ظاہر ہو گا یعنی نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد اس وقت بعض قومیں دنیا میں ایسی بھی پیدا ہو جائیں گی جو یہ کہنے لگیں گی کہ ہم زیادہ عقل مند ہیں۔ ہمارے اندر زیادہ فراست اور علوم حاصل کرنے کی زیادہ قابلیت ہے اور بعض قومیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی اس غرض سے ہے کہ وہ ہماری محکوم رہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس گھر کے ذریعہ سے ہم ثابت کریں گے کہ اپنی عقل اور فراست اور بنیادی علوم کے لحاظ سے قوم قوم میں تمیز نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے جس عقل کی، جس فراست کی، جن معارف کی اور جن علوم کی ضرورت تھی وہ سب اقوام کو برابر دئے ہیں یعنی ان کے اندر برابر کی استعدادیں ہیں۔ فرد فرد کی استعداد میں تو فرق ہو سکتا ہے لیکن کسی ایک قوم کو دوسری قوم پر برتری حاصل نہیں۔

دوسرے معنی هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بیت اللہ کے مقام سے قرآن کریم کا نزول شروع کرے گا کیونکہ مفردات راغب میں ہے کہ هِدَايَة کے ایک معنی یہ ہیں کہ وہ آسمانی ہدایت کہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ اور پھر قرآن کریم کے نزول کے ساتھ بنی نوع انسان کو بلایا ہو کہ ادھر آؤ یہ ہدایت کے راستے ہیں ان پر چلو تب مجھ تک پہنچ سکتے ہو۔ تو ہدایت کے معنی میں تو محمد رسول اللہ ﷺ اور پہلے تمام انبیاء ایک سے شریک ہیں لیکن هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ کے معنی حقیقی طور پر سوائے نبی کریم ﷺ کے اور کسی نبی پر چسپاں نہیں ہوتے کیونکہ باقی تمام انبیاء اپنے زمانوں اور اپنی اقوام کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بیت اللہ قرآن کریم کے نزول کی جگہ ہے یہاں سے قرآن کریم نازل ہونا شروع ہو گا۔ اس غرض سے ہم اس کی حفاظت کر رہے ہیں اور اس کی تطہیر وغیرہ کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔

هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بیت اللہ ایک ایسا مقام ہے کہ یہاں اس شریعت کی ابتدا ہو گی جو انسان پر غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھولے گی کیونکہ ہدایت کے تیسرے معنی امام راغب کے نزدیک یہ ہیں کہ ایک شخص جب ہدایت کی راہوں پر چل کر بعض اعمال صالحہ بجا لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو مزید ہدایت کی توفیق عطا کرتا ہے تو ہر عمل صالحہ کے نتیجہ میں بہتر اور جو اللہ تعالیٰ کو نسبتاً زیادہ محبوب عمل صالحہ ہے اس کی توفیق اس کو مل جاتی ہے یعنی تدریجی طور پر انسان کو روحانی ترقیات کے مدارج پر چڑھاتی چلی جائے گی اور اس اُمت پر اس کے ذریعہ سے غیر متناہی ترقیات کے دروازے کھولے جائیں گے اور پھر یہ فرمایا کہ بیت اللہ کے قیام کی غرض یہ ہے کہ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (اپنے چوتھے معنی کے لحاظ سے) ایک ایسی اُمت مسلمہ پیدا کی جائے گی

جس کو اللہ تعالیٰ کے وہ انعامات ملیں گے جو ان سے پہلے کسی اُمت کو نہیں ملے اور قیامت تک بنی نوع انسان کو اس قسم کے کامل اور اکمل اور مکمل ثواب اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمتیں ملتی چلی جائیں گی کیونکہ ہدایت کے چوتھے معنی امام راغب نے یہ لکھے ہیں:

اَلْھِدَایَۃُ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَی الْجَنَّۃِ

چونکہ ان کے نزدیک صرف آخرت میں ہی جنت ملتی ہے اس لئے انہوں نے ”فِی الْاٰخِرَۃِ“ کے الفاظ (میرے نزدیک) اپنے اس عقیدے کی وجہ سے زائد کر دیئے۔ ورنہ لغوی لحاظ سے اس کے یہی معنی ہیں اَلْھِدَایَۃُ اِلَی الْجَنَّۃِ یعنی جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے وہ غرض اسے حاصل ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ یہ جنت صرف اُخروی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اس دنیوی زندگی میں بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا تھا کہ بیت اللہ کو ہم اس لئے کھڑا کر رہے ہیں اور اس کی حفاظت کے ہم اس لئے سامان پیدا کر رہے ہیں کہ یہاں ایک ایسی اُمت جنم لے گی جو ثواب اور جزا ان کو ملے گی اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جو جنت ان کے نصیب میں ہوگی وہ پہلی قوموں کے نصیب میں نہیں ہوئی ہوگی یعنی بہترین نتیجہ جو انسانی روحانی عمل کا نکل سکتا ہے وہ اس امت کے اعمال کا نکلے گا کیونکہ جو شریعت ان کو دی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے۔ پہلوں کی شریعتیں چونکہ نسبتی طور پر ناقص تھیں۔ اگر ان پر پورے طور پر عمل بھی کیا جاتا تو ان کا نتیجہ عقلاً بھی وہ نہیں نکل سکتا تھا جو نتیجہ اس عمل کا نکل سکتا ہے جو ایسی شریعت کے مطابق ہو جو پورے طور پر کامل ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ اس گھر سے جس عالمگیر شریعت کا چشمہ پھوٹے گا اس پر عمل کرنے کے نتیجے میں ”اَلْجَنَّۃِ“ ایک کامل جنت انسان کو ملے گی اس دنیا میں بھی اور اُخروی دنیا میں بھی۔

پس تیسری غرض (جو آگے بعض ذیلی اغراض میں تقسیم ہو جاتی ہے) بیت اللہ کے قیام کی ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ہے۔

چوتھا مقصد اس گھر کی تعمیر کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم خاص قسم کی آیات بینات کا وعدہ انسان کو دیتا ہے یا ان کے متعلق پیشگوئیاں بیان کرتا ہے تو یہاں میرے نزدیک آیات بینات کے عام معنی نہیں ہیں بلکہ یہاں وہ آیات بینات مراد ہیں جو اس پہلے گھر سے تعلق رکھتی ہیں جو وُضِعَ لِلنَّاسِ ہے، جو مُبٰرَکًا ہے اور جو ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ہے۔ اس مفہوم کے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ اور اس کے معنی یہاں یہ ہیں کہ اس گھر سے تعلق رکھنے والی ایسی آیات اور بینات ہوں گی اور یہ گھر ایسے نشانات اور تائیدات سماوی کا منبع بنے گا جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں گی۔ جو آیات اور بینات پہلے انبیاء یا ان کی قوموں کو دیئے گئے وہ اپنے اپنے وقت پر ختم ہوگئیں اور پہلی اُمتوں میں سے ہر ایک نے کوئی نہ کوئی منطقی اور غیر تسلی بخش دلیل ڈھونڈ کر یہ دعویٰ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق قائم نہیں ہوسکتا کہ انسان اس کے قرب کو، اس کی وحی کو، سچے رؤیا اور کشوف کو اور آئندہ کے متعلق پیش گوئیوں کو حاصل کر سکے تو فرمایا کہ ان دروازوں کو پہلی ہر اُمت نے اپنے پر بند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک ایسی اُمت مسلمہ کا قیام بیت اللہ کی تعمیر سے مدّنظر ہے کہ قیامت تک ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے نشانات ظاہر ہوتے رہیں گے اور اپنے نشانات اور استجابت دعا اور قربانیوں کا دنیا میں پھل پانے کے نتیجے میں وہ اُمت دنیا پر یہ ثابت کرتی رہے گی کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک زندہ خدا ہے۔ ایک طاقت ور خدا ہے۔ وہ بڑا رحم کرنے والا اور پیار کرنے والا خدا ہے وہ ایسے بندوں کو جو اس کے سامنے جھکتے ہیں ضائع نہیں کرتا بلکہ اُن سے تعلق کو وہ قائم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عزت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اور دنیا کو یہ بتانے کے لئے کہ یہ میرے محبوب بندے ہیں وہ ان پر وحی کرتا ہے کشوف و رؤیا انہیں دکھاتا ہے وہ ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ایسے بندے اس اُمت میں پیدا ہوتے رہیں گے جو قیامت تک یہ ثابت کرتے رہیں گے کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے اور اس سے تعلق رکھنے والے آیات بینات کو حاصل کرتے ہیں۔

پانچویں غرض اس کا تعلق بیت اللہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ یہ مقام ابراہیم ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ دیکھو ہمارے بندے ابراہیم (علیہ السلام) نے اور بہتوں نے اس کی نسل میں سے انقطاعِ نفس کر کے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی میں غرق ہو کر سچے عاشق اور مُحِبّ کی طرح اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا نعرہ لگایا اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بنایا۔ ہم نے اس بیت اللہ کی آبادی کا اس لئے انتظام کیا ہے کہ اس کے ذریعہ عشاق الٰہی کی ایک ایسی جماعت پیدا کی جاتی رہے جو تمام حجابوں کو دور کر کے اور دنیا کے تمام علائق سے منہ موڑ کر خدا تعالیٰ کے لئے اپنی مرضات سے ننگے ہو کر اور تمام خواہشات کو قربان کر کے فنافی اللہ کے مقام کو حاصل کرنے والے ہوں اور اس عبادت کو احسن طریق پر اور کامل طور پر ادا کرنے والے ہوں جس کا تعلق محبت اور ایثار سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ عبادت دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ عبادت ہے جو تذلّل اور انکسار کی بنیادوں پر کھڑی ہوتی ہے اور ایک وہ عبادت ہے جو محبت اور ایثار کی بنیادوں پر قائم ہے۔ ہماری نماز جو ہے یہ اس قسم کی عبادت ہے جو تذلل اور انکسار کے مقام پر کھڑی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ نماز دعا ہے اور دعا کے لئے انتہائی تذلل اور انکسار کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ جس شخص کے دماغ میں اپنے رب کے مقابلہ میں ایک ذرّہ بھی تکبر ہو اس کی دعا کبھی قبول نہیں ہوسکتی۔ پس ہماری نمازیں صرف اس صورت میں عبادت بنتی ہیں کہ جب وہ حقیقتاً تذلل اور انکسار کے مقام پر کھڑی ہوں۔ اس کے مقابلہ میں دوسری عبادت وہ ہے جو محبت اور ایثار کی بنیادوں پر کھڑی ہوتی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ عبادت جس کا تعلق تعمیر کعبہ سے ہے۔ جس کا تعلق حفاظت کعبہ سے ہے اور جس کا تعلق بیت اللہ کے لئے خود کو اور اپنی اولاد کو وقف کر دینے کے ساتھ ہے اور اس کے لئے دعائیں کرنے کا تعلق ہے محبت والی عبادت ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور خدا تعالیٰ کے عشق کا

باقی صفحہ 34 پر

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی
زیارتِ حرم شریف

ہر سچے مسلمان کو حج بیت اللہ کی خواہش بے چین رکھتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اسے توفیق ملے تو کوئے یار میں پہنچ کر دیوانہ وار فدا ہو جائے۔ جب ایسے سچے مسلمان کو یہ موقع نصیب ہوتا ہے تو اس کے دل اور دماغ اور روح کی کیفیت ناقابل بیان ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو جب یہ سعادت نصیب ہوئی تو آپ کی قلبی واردات کا کسی قدر تذکرہ یوں ملتا ہے:

جب مکہ معظّمہ کے قریب پہنچے تو میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن آدمیوں کی باربرداریاں اور سواریاں اس راستہ سے نہیں جاتی تھیں۔ اس واسطے میں ذی طوی سے ذرا آگے بڑھ کر اونٹ سے کود پڑا۔ اور کداء کے راستہ سے مکہ میں داخل ہوا۔ مجھے افسوس ہوا کہ اس رستہ سے بہت ہی تھوڑے لوگ گئے۔ حالانکہ کوئی حرج نہ تھا۔ صرف ہمت، قوت اور معلومات کافی تھی۔

بیت اللہ کو دیکھ کر دعا

آپؓ نے کسی روایت کے ذریعہ یہ سُن رکھا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے اُس وقت جو بھی دعا کی جائے وہ ضرور قبول ہوجاتی ہے۔ اس لئے آپ نے یہ دعا کی کہ ”الٰہی! میں تو ہروقت محتاج ہوں، اب میں کون سی دعا مانگوں۔ پس میں یہی دُعا مانگتا ہوں کہ جب میں ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اس کو قبول کرلیا کر“۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”روایت کا حال تو محدثین نے کچھ ایسا ویسا ہی لکھا ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہو ہی گئی۔ بڑے بڑے نیچریوں، فلاسفروں، دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا۔ اور ہمیشہ دعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی ہوئی اور ایمان میں بڑی ترقی ہوتی گئی“۔ (حیات نور صفحہ 52)

مکہ معظّمہ میں میں جہاں رہتا تھا۔ میری عادت تھی کہ اکثر وہیں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کرلیا کرتا تھا۔ جن کے گھر میں رہتا تھا وہ ایک بوڑھے شخص مخدوم کہلاتے تھے۔ انہوں نے میری اس حرکت کو بار بار دیکھ کر کہا کہ آپ تنعیم سے کیوں احرام نہیں باندھتے؟ میں نے کہا کہ میں طالب علم آدمی ہوں۔ میرے پاس اتنا وقت کہاں ہے۔ آنے جانے میں چھ سات میل کا سفر ہے اور پھر بلاضرورت اور بیہودہ بات ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھ سکتے ہیں۔ اس پر وہ بڑے گھبرائے اور کہنے لگے کہ آپ تمام شہر کے خلاف کرتے ہیں۔ میں نے کہا تمام شہر کے خلاف تو نہیں البتہ گدھے والوں کے خلاف کرتا ہوں جن کے کرایہ میں کمی ہوتی ہے۔ اس پر وہ ہنس کر چپ ہو رہے۔

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 128-129)

میں نے حج میں دو مرتبہ سات سات دفعہ طواف کرکے دو دو رکعتیں پڑھیں۔ یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے ورنہ یہ موقع کسی کو بڑی ہی مشکل سے مل سکتا ہے بلکہ نہیں ملتا۔ مطاف میں دن رات ہروقت ہی خداتعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ دنیا میں کوئی جگہ نہیں جہاں اس کثرت سے ہروقت خداتعالیٰ کا ذکر ہوتا ہو۔ پس نزول رحمت جس قدر وہاں ہوتا ہے دوسری جگہ ہو ہی نہیں سکتا۔

(مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 208)

مجھ کو ایک نکتہ معرفت وہاں یہ حاصل ہوا کہ چونکہ ہر سال نئے حاجی آتے ہیں اور وہ بہت جلد چلے جاتے ہیں۔ اس واسطے وہاں کے لوگوں کو کسی کامل انسان سے بھی سچی محبت کبھی نہیں ہوسکتی۔ وہاں ہر روز نئے مہمان آتے اور جاتے ہیں۔ اگر وہ شدید محبت کسی سے کریں تو پھر تو ان کی ہلاکت ہے۔ میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہاں جناب الٰہی کی محبت کے واسطے خالص سامان مہیا ہے۔ انسانی محبتیں کوئی چیز نہیں۔ وہاں کے شرفاء اور حجی لوگ اور عرب اور عربانیہ بے شک وہاں کے تمدن ومعاشرت کا قابل قدر نمونہ ہیں اور ان کی مجالس میں فصیح زبان بھی بولی جاتی ہے۔ گو کہ گتر متر بھی بول لیتے ہیں۔ (مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 130)

ایک برہمو نے مجھ سے کہا کہ آپ لوگ مکہ معظّمہ کی پرستش کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ پرستش کے معنی کیا ہیں بتاؤ؟ کہا پوجا۔ میں نے کہا پوجا کس کو کہتے ہیں؟ تب اس نے پرستش کے معنی بتائے کہ جس میں دھیان ہو۔ عظمت ہو۔ میں نے ایک شخص سے کہا کہ ذرا نماز پڑھو۔ اس نے پڑھی۔ میں نے اس برہمو سے دریافت کیا کہ بتاؤ اس میں کوئی مکہ معظّمہ کا دھیان یا عظمت ہے یا مکہ سے کوئی دعا مانگی گئی ہے؟ (مرقات الیقین صفحہ 285)

عید الاضحیہ پر قربانی کے احکام

قربانی کرنا فرض ہے یا سنت؟

متعدّد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ شخص جو قربانی کا جانور پال کر یا خرید کر قربانی کرسکتا ہے اسے ضرور قربانی کرنی چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ مدنی زندگی میں ہر سال قربانی کرتے رہے حالانکہ مدنی زندگی کے ابتدائی سال انتہائی تنگی کے تھے۔

عید الاضحیٰ کا روزہ

عید الاضحیہ کے دن قربانی کا گوشت کھانے تک روزہ رکھنا مستحب نفل ہے جس پر رسول کریم ﷺ کا تعامل رہا اور جس پر عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے مگر جو نہ کرسکے اسے گناہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پر عمل کرتے رہے۔ (تلخیص از روزنامہ الفضل 17 جنوری 1941ء صفحہ 4)

متفرق مسائل

1۔ ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز کے بعد سے لے کر تیرہویں تاریخ کی عصر تک بعد سلام نماز فرض کے حسب ذیل تکبیرات کہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ سہ دفعہ۔ یہ تکبیرات باآواز بلند ہوں تو نہایت انسب ہے۔

2۔ دسویں تاریخ کو سورج کے بلند ہونے کے بعد دو رکعت صلوٰۃ العید جماعت کے ساتھ ادا کرے۔

3۔ بعد نماز عید قربانی کرنی چاہیئے۔ قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور بارہویں تک اتفاقاً ختم ہوتا ہے لیکن بعض کے نزدیک تیرھویں تاریخ کے عصر تک ہے۔

4۔ قربانی اونٹ، گائے، دنبہ، بکرے سے ہوسکتی ہے۔ بھیڑ بھینس کو بھی حنفی علماء نے جائز رکھا ہے۔ اونٹ پانچ سال کا، گائے تین سال کی، بکری دنبہ دو سال کا بشرطیکہ یہ قربانی کے حیوانات لنگڑے، اندھے، یک چشم، نہایت دبلے، کان کٹے اور بیمار نہ ہوں۔ سینگ ٹوٹا بھی مناسب نہیں۔ ہاں نر خصی اور آنڈل قربانی میں یکساں ہیں۔

5۔ گائے اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہوسکتی ہے

6۔ قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ جس شخص میں قربانی دینے کی طاقت ہو وہ ضرور کرے۔

7۔ قربانی کا گوشت خواہ خود استعمال کرے چاہے صدقہ کرے اور اس کی کھال اگر گھر میں رکھے تو ایسی چیز تیار کرائے جس کو عام استعمال کرسکیں۔ احمدیوں کو صدر انجمن احمدیہ قادیان (یعنی مرکز سلسلہ، ناقل) میں کھال یا اس کی قیمت صدقات میں ارسال کرنا چاہیئے۔

8۔ اگر دو سالہ مینڈھا یا بکرا نہ ملے تو ایک سالہ بھی ہوسکتا ہے اور دنبہ سال سے کم کا بھی ہو تب بھی جائز ہے۔

9۔ اور جو لوگ قربانی کرنے کا ارادہ کریں ان کو چاہیئے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت نہ کرائیں۔ اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل کرنا مفقود ہوگیا ہے۔ (الفضل قادیان 22 ستمبر 1917ء)

10۔ قربانی میں خصّی اور غیر خصّی دونوں قسم کا جانور ذبح کیا جاسکتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الضحایا باب ما یستحب من الضحایا)

جو جانور قربانی کے لئے خدا کے حضور پیش کئے جائیں وہ بے عیب ہونے چاہئیں۔ (ابوداؤد کتاب الضحایا)

11۔ قربانی کے جانور میں نقص نہیں ہونا چاہیئے۔ لنگڑا نہ ہو، بیمار نہ ہو، سینگ ٹوٹا نہ ہو یعنی سینگ بالکل ہی نہ ٹوٹ گیا ہو۔ اگر خول اوپر سے ٹوٹ گیا ہو اور اس کا مغز سلامت ہو تو وہ ہو سکتا ہے۔ کان کٹا نہ ہو لیکن اگر کان زیادہ کٹا ہوا نہ ہو تو جائز ہے۔ (خطبات محمود جلد 2 صفحہ 73)

قربانی کے گوشت کے حصّے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا فتویٰ ہے کہ قربانی کے گوشت کا تیسرا حصہ اپنے لئے رکھ لیں اور باقی دو حصوں کو غرباء اور مسکینوں اور دوسرے رشتہ داروں وغیرہ پر تقسیم کردیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہے۔

(ماخوذ خطبات طاہر عیدین صفحہ 651-649)

جانور کو ذبح کرتے وقت دعا پڑھنا؟

قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت دعائیں پڑھنا مسنون ہے۔ اس بابت متفرق احادیث ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

آنحضرتؐ جب اپنی قربانی ذبح کرتے تو اللہ کا نام لیتے اور تکبیر کہتے۔ (بخاری کتاب الاضاحی باب التکبیر عند الذبح)

آنحضرتؐ جب اپنی قربانی ذبح کرتے تو بِاسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَر کہتے۔" (مسلم کتاب الصید والذبائح)

آنحضرتؐ اپنی قربانی ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھتے بِاسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ۔ اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! محمد کی طرف سے یہ قربانی قبول فرما۔ (مسلم کتاب الصید والذبائح باب استحباب التضحیۃ... والتسمیۃ والتکبیر)

کیا دوسروں کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے؟

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کئی لوگ غریب ہوتے ہیں اس لئے اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ کوئی شخص قربانی سے محروم نہ رہ جائے آنحضرت ﷺ کا دستور تھا کہ غرباء امت کی طرف سے ایک قربانی کردیا کرتے تھے۔ اس طریق کے مطابق میرا قاعدہ یہ ہے کہ اپنی جماعت کے غرباء کی طرف سے ایک قربانی کردیا کرتا ہوں"۔

(الفضل 17/ اگست 1922ء)

امسال جرمنی میں عید الاضحیٰ 31 جولائی کو ہوگی۔ اس موقع پر احباب جماعت کی خدمت میں ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی کی طرف سے دلی مبارکباد پیش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا سفرِ حج

یہ قصہ اپنے دل کو سُنایا کرے کوئی

26 ستمبر 1912ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ قادیان سے سفرِ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ آپؓ نے اپنے سفرِ حج کے جو واقعات بیان فرمائے ان میں سے چند ہدیہ قارئین ہیں۔

حضورؓ فرماتے ہیں:

”جب انسان بیت اللہ کو دیکھتا ہے اور اِس پر اُس کی نظر پڑتی ہے تو اس کے دل پر ایک خاص اثر پڑتا ہے اور وہ قبولیت دعا کا ایک عجیب وقت ہوتا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے حج کیا تو میں نے ایک حدیث پڑھی ہوئی تھی کہ جب پہلے پہل خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت جو دعا کی جائے وہ قبول ہوجاتی ہے۔ فرمانے لگے، اُس وقت میرے دل میں کئی دعاؤں کی خواہش پیدا ہوئی لیکن میرے دل میں فوراً خیال پیدا ہوا کہ اگر میں نے یہ دعائیں مانگیں اور قبول ہوگئیں اور پھر کوئی اور ضرورت پیش آئی تو پھر کیا ہوگا۔ پھر تو نہ حج ہوگا اور نہ یہ خانہ کعبہ نظر آئے گا۔ کہنے لگے، تب میں نے سوچ کر یہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں کہ یا اللہ! میں جو دعا کیا کروں وہ قبول ہوا کرے تا کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے۔ مَیں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ سے یہ بات سُنی ہوئی تھی، جب میں نے حج کیا تو مجھے بھی وہ بات یاد آ گئی۔ جونہی خانہ کعبہ نظر آیا ہمارے نانا جان نے ہاتھ اُٹھائے، کہنے لگے دعا کر لو۔ وہ کچھ اَور دعائیں مانگنے لگ گئے مگر میں نے تو یہی دعا کی کہ یا اللہ! اس خانہ کعبہ کو دیکھنے کا مجھے روز روز کہاں موقع ملے گا۔ آج عمر بھر میں قسمت کے ساتھ موقع ملا ہے۔ پس میری تو یہی دعا ہے کہ تیرا اپنے رسولؐ سے وعدہ ہے کہ اس کو پہلی دفعہ حج کے موقع پر دیکھ کر جو شخص دعا کرے گا وہ قبول ہوگی۔ میری دعا تجھ سے یہی ہے کہ ساری عمر میری دعائیں قبول ہوتی رہیں۔

(تفسیر کبیر، سورۃ بقرہ زیر آیت 204)

آپ رضی اللہ عنہ مکہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

”حج کی قدر اور اس کی عظمت حج کے بغیر نہیں معلوم ہوسکتی۔ واقعی جو دعا اور توجہ الی اللہ اس سفر میں دیکھی ہے وہ کبھی نہ دیکھی تھی۔ سینکڑوں زبانوں کے بولنے والے لوگوں کو جہاز میں اکٹھا دیکھ کر اور ان کی لبیک لبیک کی آواز سن کر ایسی رقت اور محبت پیدا ہوتی تھی کہ اندازہ سے بڑھ کر رسول کریمؐ کے کمالات پر تعجب آتا تھا کہ مکہ سے اُٹھ کر اس نُور نے دنیا کے کس کس گوشہ کو روشن کر دیا۔ آخر وہ کیا قوتِ قدسی تھی جس نے کروڑوں نہیں، اربوں کو ضلالت سے نکال کر ہدایت کا راستہ بتا دیا۔ رابغؔ پر بیٹھے وقت جب لبیک لبیک کا نعرہ اُٹھا اور میں نے ترکوں کو لبّیچ لبّیچ کہتے سُنا تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ یہ لوگ لفظ تو دُرست بول نہیں سکتے لیکن آنحضرت ﷺ کی دعاؤں، آہ وزاریوں نے اُن کو کھینچ کر راہِ اسلام دکھادی۔ رابغؔ کے قریب اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کو دعاؤں کے لئے کھول دیا اور بہت دُعا کی توفیق ملی۔ قدرتِ الٰہیہ اور اس کے فضل کے قربان جاؤں کہ دو ترک جو اردو تو الگ عربی بھی نہیں جانتے تھے۔ ایک میرے دائیں اور ایک میرے بائیں کھڑے ہوگئے اور نہایت دردِ دل سے آمین آمین پکارنے لگے۔ فوراً میرے دل میں آیا کہ یہ قبولیت کا وقت ہے کہ خدا نے یہ لوگ میرے لئے آمین آمین کہنے کے لئے بھیج دیئے ہیں اور حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اس وقت میں نے اپنے لئے، حضور کے لئے حضور کے خاندان کے لئے، اپنی والدہ اور سارے خاندان کے علاوہ احباب قادیان، احمدیوں اور پھر حالتِ اسلام کے لئے بہت دیر تک دُعا کی اور وہ دونوں ترک برابر آمین کہتے رہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ میں حیران ہوں ؎

میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 288)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نام ایک اور خط میں حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:

سیدی و امامی و استاذی۔ السلام علیکم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عنایت سے بخیر وخوبی کل بتاریخ سات اکتوبر مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر اور عنایت ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے پاک اور مقدس مقام کی زیارت کا موقع دیا۔ کل جب مکہ کی طرف اونٹ آ رہے تھے۔ دل کی عجیب کیفیت تھی کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ محبت کا ایک جوش دل میں پیدا ہو رہا تھا اور جوں جوں قریب آتے تھے۔ دل کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی حکمت اور ارادہ کے ماتحت کہاں سے کہاں کھینچ لایا۔ پہلے مصر کا خیال

پیدا ہوا۔ پھر یہ خیال آیا کہ راستہ میں مکہ ہے اس کی زیارت بھی کر لیں۔ پھر خیال ہوا حج کے دن ہیں۔ ان سے بھی فائدہ اُٹھایا جائے۔غرض کہ ارادہ مصر سے مکہ اور حج کا ہوا۔ اور آخر اللہ تعالیٰ نے وہاں پہنچا دیا۔ مجھے مدت سے حج کی خواہش تھی۔اور اس کے لئے دعائیں بھی کی تھیں۔ (حیات نور صفحہ 593)

حضرت مصلح موعودؓ ایڈیٹر بدر قادیان کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے 7/نومبر کو میر صاحب (حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ۔ ناقل) سمیت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور عمرہ ادا کیا۔ زیارت بیت اللہ شریف کے وقت، دخول مکہ کے وقت صفا و مروہ کے وقت اہل قادیان اور جماعت احمدیہ اور حالت اسلام کی درستی کے لئے بہت دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے بہت توفیق دی...... حضرت خلیفۃ المسیح کے خط سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مصر جانا مشکل ہے اور غالباً مدینہ منورہ سے واپس لَوٹنا ہو گا۔ میں اسے بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت سمجھتا ہوں“۔ (حیات نور باب ہشتم صفحہ 593)

مکہ معظمہ سے ہی ایک اور خط ایڈیٹر بدر کے نام تحریر کرتے ہوئے فرمایا:

”میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک جگہ ہوں۔ اور میر صاحب اور والدہ ساتھ ہیں۔ آسمان سے سخت گرج کی آواز آ رہی ہے۔ اور ایسا شور ہے۔ جیسے توپوں کے متواتر چلنے سے پیدا ہوتا ہے اور سخت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ہاں کچھ کچھ دیر کے بعد آسمان پر روشنی ہو جاتی ہے۔ اتنے میں اس دہشت ناک حالت کے بعد آسمان پر ایک روشنی پیدا ہوئی اور نہایت موٹے اور نورانی الفاظ میں آسمان پر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا گیا۔ میں نے میر صاحب سے پوچھا۔ آپ نے یہ عبارت نہیں دیکھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ ابھی آسمان پر یہ عبارت لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد کسی نے باآواز بلند کچھ کہا۔ جس کا مطلب یاد رہا کہ آسمان پر بڑے بڑے تغیرات ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ تمہارے لئے اچھا ہو گا۔ اس کے بعد اس نظارہ اور تاریکی اور شور کی دہشت سے آنکھ کھل گئی، واللہ اعلم الصواب“۔

(حیات نور باب ہشتم صفحہ 595-596)

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعاگو

آ آ کہ تری راہ میں ہم آنکھیں بچھائیں
آ آ کہ تجھے سینہ سے ہم اپنے لگائیں

آپ آ کے محمدؐ کی عمارت کو بنائیں
ہم کُفر کے آثار کو دنیا سے مٹائیں

ہیں مغرب و مشرق کے تو معشوق ہزاروں
بھاتی ہیں مگر آپ کی ہی مجھ کو اَدائیں

رحمت کی طرف اپنی نگہ کیجئے آقا
جانے بھی دیں کیا چیز ہیں یہ میری خطائیں

میں جانتا ہوں آپ کے اندازِ تلطف
مانوں گا نہ جب تک کہ مری مان نہ جائیں

دے ہم کو یہ توفیق کہ ہم جان لڑا کر
اسلام کے سَر پر سے کریں دُور بلائیں

ربوہؔ کو ترا مرکزِ توحید بنا کر
اِک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں

پھر ناف میں دنیا کی ترا گاڑ دیں نیزہ
پھر پرچم اِسلام کو عَالَم میں اُڑائیں

جس شان سے آپ آئے تھے مکّہ میں مری جاں
اک بار اسی شان سے ربوہؔ میں بھی آئیں

ربوہؔ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعاگو
کعبہ کی پہنچتی رہیں ربوہؔ کو دعائیں

(کلام محمود)

سوئے حرم

مناسک حج اور قلبی کیفیات

مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب۔ مربی سلسلہ جماعت احمدیہ جرمنی

جب سے ہوش سنبھالا اور ارکان اسلام کے اہم رُکن حج کی اہمیت و فضیلت کے بارہ میں پڑھا اور سنا۔ تب سے یہ خواہش دل و دماغ میں پلتی رہی کہ اے کاش! مجھے بھی حج کرنے کی توفیق ملے۔ بچپن اور جوانی اسی خواب وخیال میں گزر گئے۔ بڑھاپا دستک دینے لگا تو اچانک ایک دن ایک جرمن دوست Herr Frank Möller کا فون آیا کہ وہ حج کرکے آئے ہیں۔ اُنہوں نے مجھے اپنی روداد حج کچھ اس انداز سے سنائی کہ میرے دل میں مچلتی حج کی خواہش نے بے قرار کر دیا۔ مَیں نے ان سے اپنی اس دیرینہ خواہش کا اظہار کیا۔ جس پر اُنہوں نے کہا کہ حج میں بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ منٰی میں قیام، عرفات کو روانگی، مزدلفہ میں رات گذارنی اور کنکریاں مارنے کے لئے جانا، طواف کعبہ پھر صفاومروہ کے درمیان سعی۔ یہ ایسے ارکان ہیں جن کے لئے مضبوط جسم چاہیے۔ اس لئے آپ جلدی کریں۔

اُن کی یہ تحریک، میری دیرینہ خواہش، کثرت سے درود شریف پڑھنا اور خواب میں حضور ﷺ کی زیارت، اس سفر کا محرک بنی، پھر کیا تھا۔ سفر کی روکیں دُور ہوتی چلی گئیں اور 29 دسمبر 2005ء کو خاکسار ایک جرمن کمپنی Haus Des Islam (HDI) کے چارٹرڈ طیارہ کے ذریعے Düsseldorf سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حج کی سعادت کے لئے محوِ پرواز ہوا۔ طیارے کے سارے ہی مسافر اپنی خوش قسمتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ انہیں حج جیسی عظیم عبادت کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔ یہ امر میرے لئے بھی باعث مسرت تھا کہ میں اُن خوش قسمت لوگوں میں شامل ہوں جو سُوئے حَرم رواں دواں ہیں۔

پہلا پڑاؤ مدینہ میں تھا۔ یہاں چند دن قیام کے بعد مدینہ سے مکّہ کی طرف بذریعہ بس روانہ ہوئے۔ اس سے قبل غسل کرکے ہوٹل سے ہی احرام باندھ لیا تھا۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر مسجد ”ابیار علی“ میں دو نفل ادا کئے اور عمرہ کی نیت کرکے بس میں سوار ہوگئے اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دی۔ مکہ پہنچنے پر کچھ دیر قیام کے بعد خانہ کعبہ کی زیارت کی غرض سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور اس کی پہلی منزل پر جب کچھ آگے بڑھے تو خانہ کعبہ پر نظر پڑی جسے دیکھنے کے لئے برسوں سے آنکھیں ترس رہی تھیں اور جس کی تڑپ عرصہ دراز سے تھی۔ سبحان اللہ خانہ کعبہ ایک عجیب شان کے ساتھ نظروں کے سامنے تھا اور یہ نظارہ نہایت ہی دلفریب اور پُراثر تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعائیں جو انہوں نے خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے ہوئے کیں، یاد آگئیں۔

اُس وقت جس خشوع وخضوع سے دعائیں کرنے کی توفیق ملی اس کا لطف ہی کچھ اور تھا۔ پھر طواف شروع کیا۔ طواف کے دوران مسنون دعاؤں کے علاوہ جو بھی دعائیں یاد تھیں کیں۔ طواف کے چکر مکمل کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو نفل ادا کئے۔ آب زم زم پیا۔

حضرت ہاجرہؓ کی یاد میں صفا ومروہ کی سعی کی۔ یہ دونوں پہاڑیاں کسی حد تک اب بھی موجود ہیں۔ صفا کچھ بڑی ہے جبکہ مروہ نسبتاً چھوٹی پہاڑی ہے بلکہ ہموار کر دی گئی ہے۔ صفا پر چڑھنے کا موقع بھی ملا۔ وہاں سے فارغ ہو کر بال ترشوائے اور پھر اِستراحہ (اپنی رہائش گاہ) پر جا کر احرام کھول دیا۔

دوسرے دن شام کو نہا کر حج کرنے کی نیت سے پھر احرام باندھ لیا۔ اگلے روز 8 ذوالحجہ کی صبح کو بذریعہ بس خیموں کی بستی منٰی میں پہنچے۔جس طرف نظر اٹھتی خیمے ہی خیمے تھے۔ وہاں بڑی بڑی سرنگیں بھی دیکھیں جہاں سے گزر کر 10ذوالحجہ کی صبح مزدلفہ سے واپسی پر جمرات کو کنکریاں مارنے کے لئے جانا تھا۔ رات منٰی میں ہی قیام تھا۔ حج کے پہلے دن 9 ذوالحجہ کو نماز فجر کے بعد عرفات کے لئے روانگی ہوئی۔عرفات پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں یہ وسیع وعریض میدان سفید چادروں میں ملبوس انسانوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔غروب آفتاب تک یہاں رہے۔ یہ مناسکِ حج کا اہم رُکن ہے۔ یہاں غروب آفتاب تک قیام کئے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ ذکرِالٰہی اور دعائیں تو ہر جگہ ہی ہوتی ہیں مگر یہاں دعاؤں کا رنگ ہی اَور تھا۔ آنحضرت ﷺ کی اس جگہ آمد، جبل الرحمت پر حج کا خطبہ ارشاد فرمانا اور اُمت کے لئے دعائیں مانگنے والی جگہ کا تصور کرکے ہی دل پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ انسان تلبیہ اور تسبیح کے علاوہ بے اختیار آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ یہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا مگر غروب آفتاب کے ساتھ ہی 'مزدلفہ' کی طرف روانگی ہوئی۔ اس روز نماز مغرب مزدلفہ میں نماز عشاء کے وقت جمع کرکے ادا کرنے کا حکم ہے۔ لہٰذا مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد سونے سے قبل رمی جمار کے لئے کنکریاں اکٹھی کیں اور احرام کی حالت میں ہی کنکریوں والی پتھریلی زمین پر کھلے آسمان تلے رات گزاری۔ یہاں رات بسر کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

دوسرے دن نماز فجر کے بعد بذریعہ بس منٰی کو روانگی ہوئی۔ لاکھوں کا مجمع ایک ساتھ حرکت کر رہا تھا۔ انسانوں کے اس ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں خاکسار بھی شامل تھا۔ منٰی میں اپنے خیمہ میں سامان رکھ کر سب سے پہلے رمی جمار کی۔ اس روز جمرہ کبریٰ کو کنکریاں ماریں یہ بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے کیونکہ یہاں اکثر بھگدڑ مچ جاتی ہے اور بسا اوقات سینکڑوں لوگ کچلے جاتے ہیں۔ کیونکہ کچھ لوگ کنکریاں مار کر واپس آ رہے ہوتے ہیں جبکہ کچھ دور سے ہی کنکریاں مارنا شروع کر دیتے ہیں اور یوں واپس آنے والوں کو بھی کنکریاں لگ جاتی ہیں۔ جمرۂ عقبہ تک پہنچنے کا مرحلہ آسان نہیں ہوتا۔ لاکھوں افراد اس کوشش میں رواں دواں ہوتے ہیں تاہم اب وہاں متعدد منزلیں بنا دی گئی ہیں اور ہر منزل پر جانے والوں کا راستہ بہت دور سے ہی جدا ہو جاتا ہے جس سے ہجوم کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔

رَمی جمار کے بعد قربانی ہو جانے پر بال منڈوا کر احرام کھول دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے حاجی نہا کر معمول کا لباس پہن لیتے ہیں اور احکام حج کے مطابق مکہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف زیارت یا افاضہ کرتے ہیں چنانچہ ہم نے بھی طواف کیا اس دوران حجر اسود کو بوسہ دینے کا موقع بھی مل گیا۔ پھر صحن کعبہ میں آ کر رات اڑھائی بجے تک نفل پڑھنے کی توفیق ملی۔ پھر واپس منٰی جا کر آرام کیا۔ اگلے تین روز منٰی میں ہی رہے اور 'جمرات' پر زوال کے بعد رمی کرنے کے لئے جاتے رہے۔ ایام التشریق کے بعد 13 ذوالحجہ کو مکہ واپسی ہوئی، رات ہوٹل میں قیام کیا اور اپنی خوش بختی پر نازاں اور شاداں ہوئے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے اس حکم پر بھی زندگی میں عمل کرنے کی توفیق ملی۔ اب تمام ارکان حج ادا ہو چکے تھے۔ صرف طواف وداع باقی تھا جو کہ واپسی کے دن کیا اور بعض مقدس مقامات کی زیارت بھی کی۔

ان مقدس مقامات میں سے سب سے اہم مکہ سے تین میل دور جبل النّور پر غارِ حرا ہے جسے دیکھنے کی تڑپ اور تمنّا کس مسلمان کے دل میں نہیں ہوتی۔ مولانا ظفر علی کی نظم "وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں" جس نے پڑھی ہے اُس کے دل میں اس مقدس غار کو دیکھنے کی تمنّا اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہی وہ غار ہے جہاں پیارے آقا ومولیٰ بعثت سے قبل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ مناسک حج سے فارغ ہونے کے بعد مَیں اور میرے ساتھی جب اُس پہاڑ کے دامن میں پہنچے جس کے اوپر یہ غار واقع ہے تو اُس کی اونچائی کا اندازہ لگا کر ہی انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ کس طرح حضور ﷺ وہاں تشریف لے جایا کرتے ہوں گے جہاں آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی کوئی باقاعدہ رستہ نہیں ہے۔ ایک پگڈنڈی پر لوگ چڑھتے نظر آ رہے تھے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس پتھریلے اور دشوار گذار رستے سے گذرتے ہوئے غار کی طرف روانہ ہوئے۔ غار کے سامنے پہنچتے ہی ایک طرف تمام تھکاوٹ اُتر گئی تو دوسری طرف اب نئی مشکل سامنے آ کھڑی ہوئی کہ اس غار کے اندر دو نوافل ادا کریں تو کس طرح کریں کیونکہ تنگ سی جگہ پر لوگوں کا ایک ہجوم غار میں داخل ہونے کے لئے دھکم پیل کر رہا تھا۔

جس کی وجہ چھوٹی سی غار کے اندر سکون سے نفل ادا کرنے کی اُمید نظر نہیں آ رہی تھی۔ تب ہمارے ایک دوست محمد اسحاق عاجز صاحب آف منہائم (حال لندن) جو کہ اچھی جسامت کے ہیں آگے بڑھے اور از خود غار کے منہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو منظم کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح الحمدللہ ہمیں بھی دو نوافل ادا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ واپسی کے وقت ایک ہموار جگہ پر ہم نے ظہر وعصر کی نمازیں ادا کیں۔ محمد اسحاق عاجز صاحب جو سارے رستہ ہی نعتیں گنگناتے رہے، نماز کے بعد مَیں نے اُن سے درخواست کی کہ اب آپ ترنّم سے اور بلند آواز سے ہمیں ثاقب زیروی صاحب کی نعت سنائیں۔

سلام ان پر درود ان پر، زباں پہ آیا ہے نام جن کا
میرے تخیل کی رفعتوں سے بلند تر ہے مقام جن کا

اس سفر میں مکرم محمد اسحاق عاجز صاحب کے ساتھ ان کی اہلیہ اور چھوٹے بھائی زاہد کامران صاحب بھی تھے۔

کعبہ مِرا یہی ہے

احمدی سکالر مکرم محمد عبد الہادی کیوسی صاحب کی کتاب کے اردو ترجمہ ”میراجِ حج بیت اللہ“ میں سے ایک اقتباس

ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی صاحب کا پیدائشی نام اطالو کیوسی تھا۔ آپ اٹلی کے باشندہ تھے اور جنزل انشورنس کمپنی جرمنی کے ڈائریکٹر تھے۔ 1964ء میں مسجد نور فرانکفرٹ میں مکرم مولانا محمود احمد چیمہ صاحب مرحوم مربی سلسلہ کے ذریعہ اسلام سے متعارف ہوئے۔ مکرم چیمہ صاحب سے انہوں نے قاعدہ یسرنا القرآن بھی پڑھنا شروع کیا۔ چیمہ صاحب کے پاکستان جانے کے بعد مکرم فضل الٰہی انوری صاحب سے درس لیتے رہے اور پھر قرآن بھی پڑھا بلکہ ایک حصہ زبانی یاد بھی کیا۔ بعد میں قرآن کریم کا اسپرانٹو زبان میں ترجمہ بھی کیا۔ 1967ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ یورپ کے دوران فرانکفرٹ میں ملاقات ہوئی اسی دن کایا پلٹ گئی گو بیعت بعد میں کی۔ 1973ء میں آپ کی وفات ہوئی اور فرانکفرٹ کے Südfriedhof میں مدفون ہوئے۔ 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ خاص طور پر ڈاکٹر کیوسی صاحب کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کے مزار پر جا کر دعا کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرم فضل الٰہی انوری صاحب کو اپنے ایک خط میں لکھا کہ ”ڈاکٹر کیوسی صاحب مرحوم اس لائق ہیں کہ بھلائے نہ جائیں اور اس کتاب (میراجِ حج بیت اللہ) کے مطالعہ کے بعد وہ بھلائے نہیں جاسکتے وہ اس لائق ہیں کہ دل کی گہرائی سے نمناک اور گداز دعائیں ان کے لئے اٹھتی رہیں“ (مکتوب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بنام مکرم فضل الٰہی انوری صاحب مرحوم 14.01.1982)

محترم ڈاکٹر کیوسی صاحب اپنی تصنیف Das Haus in Mekka جسے اردو زبان میں محترم مولوی فضل الٰہی انوری صاحب نے ڈھالا، میں سفرِ حج بیت اللہ کی کیفیات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

میں نے اس امر پر کافی غور کیا کہ اس قدیمی اور تاریخی شہر اور بیت اللہ میں آخر کون سی ایسی خصوصیت اور نہاں در نہاں حکمت ہے جو روایات کا ایک ایسا طویل سلسلہ اپنے ساتھ رکھتی ہے جس کی کڑیاں تاریخ انسانی کے بالکل ابتدائی دور سے جا کر ملتی ہیں اور جو خداوندِ عالَم کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدمؑ کے زمانہ تک ممتد ہوتا چلا گیا ہے اور یہ کہ اس بظاہر سادہ سی اور جاذبیت سے عاری عمارت میں وہ کون سا راز پوشیدہ ہے جس نے اسے عالمِ اسلام کا نقطہ مرکزی اور مرجع خلائق بنا دیا ہے اور دُنیا کے مختلف خطّوں میں بسنے والے کروڑہا انسان جس کی طرف رُخ کر کے روزانہ کئی کئی بار اپنے ربّ کے حضور سربسجود ہوتے ہیں۔ کعبہ کو ایک نظر دیکھنے سے انسان اس سوال سے پہلو تہی نہیں کرسکتا کہ آخر اس قدیمی گھر کو اتنی بڑی عظمت کیوں حاصل ہے اور وہ کون سی خصوصیّت ہے جس کی بدولت خدا تعالیٰ نے اس برگزیدہ نبی یعنی محمد ﷺ کے ذریعہ اسے اسلام کے پانچویں بنیادی رکن کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

یہ خانۂ خدا جو ماضی میں ہونے والے کئی تعمیراتی تغیّرات میں سے گزرتے ہوئے تعمیر نَو کے اعتبار سے آنحضرت ﷺ کے دَور میں اپنی آخری شکل کو پہنچا اور تاریخِ انسانی میں ایک عظیم الشان سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے ایک سادہ سی مکعب شکل کی عمارت ہے جو مربع بنیادوں پر کھڑی ہے اور جس کی چوڑائی 10 میٹر، لمبائی 12 میٹر اور اُونچائی 15 میٹر ہے۔ اس کا واحد دروازہ قدِ آدم کے برابر اُونچا ہے۔ یہ عمارت سارا سال سیاہ رنگ کے ایک دبیز ریشمی غلاف سے ڈھکی رہتی ہے جس کے اُوپر سنہری تاروں کی کشیدہ کاری کے ساتھ قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ کل کعبہ کی زیارت کے وقت یہ عجیب چیز دیکھنے میں آئی کہ اس ریشمی غلاف کا نچلا حصّہ اس طور سے اُوپر کو اُٹھا دیا گیا تھا کہ عمارت کی اینٹیں بالکل ننگی اور صاف نظر آ رہی تھیں۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ عنقریب پُرانا غلاف اُٹھایا جانے والا ہے اور اس کی جگہ ایک نیا غلاف ڈال دیا جائے گا جس پر بڑے بڑے ماہر دستکار سارا سال کشیدہ کاری کا کام کرتے رہے ہیں۔

کیا اس معمہ کو یوں سمجھا جائے کہ ذاتِ خداوندی سب کی سب سمٹ کر یہاں آ گئی ہے یا یہ کہ کائنات کا پَیدا کرنے والا خدائے قدوس دیگر ارضی و سماوی مقامات کی نسبت اس مکان کے زیادہ قریب ہے یا پھر کیا یہ کہا جائے کہ یہاں باری تعالیٰ متجسم صورت میں موجود ہے یا وہ اس مختصر سی بے آباد عمارت کے اندر پوشیدہ ہے۔ اسی طرح کیا یہ فرض کر لیا جائے کہ اس چار دیواری یا اس کے گرد لپٹے ہوئے اس سیاہ غلاف کے اندر سے کوئی غیر مرئی توانائی کی دھاریں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں جو صرف اور صرف یہاں سے محسوس و مشہود ہوسکتی ہیں یا چشمہ زمزم کے پانی یا حجرِ اَسود (جو چاندی کے ایک مضبوط کڑے کے ذریعہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے) میں کوئی مافوق العادت قوت موجود ہے۔ کیا حج سے مراد ایک پُر اسرار مادی عمل ہے جو اعجازی طاقتوں کے کسی ایسے منبع کا پتہ دیتا ہے۔ پھر کیا یہ درست ہے کہ ایک حاجی یہاں آ کر ایک ایسا پروانہ خوشنودی حاصل کر لیتا ہے جو اسے باقی اعمالِ صالحہ سے بے نیاز کر کے جنّت میں پہنچانے کا ضامن بن جاتا اور اس کے نتیجہ میں وہ ہر قسم کے بُرے محرکات اور ان کے بد نتائج سے روحانی اور مادی طور پر محفوظ ہو جاتا ہے۔

منطقی اور عقلی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان سارے سوالوں کا جواب میری طرف سے بغیر کسی تردّد کے دو ٹوک نفی میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے پاک کلام کے ذریعہ بالکل واضح اور قطعی طور پر بتا دیا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا احاطہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے ایسا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وہ رَب ہے اور مالک ہے اور سب سے بلند اور برتر ہستی ہے اس کی شان لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارَ اور الصَّمَدْ ہے اور مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ ایسے خیالات جو ان سوالات کی نہج پر اس کی قدرت اور اس کی ہستی کو محدود کرنے کا موجب ہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہ بُت پرستی اور شرک جیسی زمانۂ جاہلیّت کی توہمات کو قبر سے اکھیڑ کر زندہ کیا جائے۔

مکّہ میں ہی مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ بَیت اللہ کی ظاہری شکل وصورت اور اس کی سادہ اور تکلّف سے پاک ہیئت کذائی جس میں ظاہری شان وشوکت کا نام ونشان تک نہیں اور جو فنِ تعمیر کی لطافت اور جاذبیت سے یکسر عاری ہے اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ محض عمارت یا اس کے اندر پیوستہ حجرِ اَسود یا اس کے مادی اجزاءِ ترکیبی اپنی ذات میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ لوگوں کی نجات کا موجب بن سکتے ہیں یہ محض یادگاریں ہیں جن کے متعلق علیم وحکیم خدا کی حکمتِ ازلی نے یہ تجویز کیا ہے اور ان کے سوا ان کی کوئی حکمت نظر نہیں آئی کہ وہ انسانی کمزور حافظے کو بعض حقائق یاد دلانے کے لئے بطور مددگار موجود رہیں۔ اور تا کہ ہم دل کی گہرائیوں سے اپنے ربّ العزّت کے حضور نذرانۂ عقیدت بجا لائیں اور بس۔ گویا ان تمام مظاہر کی علّتِ غائی یہ ہے کہ یہ آثارِ مادیہ ایک وراءالوریٰ وجود پر اور اس کی قدرتوں پر شاہد ناطق رہیں اور انالموجود کی آواز ہمیشہ اور ہر وقت ہمارے کانوں میں گونجتی رہے۔ یہاں مکّہ میں وسیع پیمانے پر غور وفکر کے ایسے محرکات موجود ہیں جن کا ذکر مَیں نے چند دن پیشتر مدینہ اور اس کے گرد وپیش میں موجود زیارت گاہوں کے ضمن میں کیا ہے۔

(میراجِ بیت اللہ از الحاج ڈاکٹر محمد عبد الہادی اطالوکیوسی، ترجمہ 162-159)

جس خاک کا ہر ذرہ ہے گنجینۂ انوار

پھر چھا گیا آفاق پہ اک کیفِ ضیا بار
پھر پا گئے تابندہ نصیب آج در یار

یہ روز سعید اور وہ عرفات کا ماحول
روحوں پر اُترتے ہوئے اَفلاک سے انوار

جس خاک نے چُومے ہیں قدم ختم رسل کے
جس خاک کا ہر ذرہ ہے گنجینۂ انوار

تسبیح بھی ، تہلیل بھی ، توبہ بھی ، دعا بھی
ہر کبر عرق ریز تو ہر فخر نگوں سار

لَو پھوٹتے ہی شمع سے پروانے چلے آئے
گو درد سے معمور ہیں دل ، آنکھیں ہیں خونبار

کفار کی تخریب ہے اور بیت مقدس
حلقوم پہ مُسلم کے ہے پھر پنجۂ اغیار

اک بار جو ہو جائے عطا جرأت فاروقؓ
قربان عزائم پہ ہو پھر عظمتِ کردار

گونجے ترے نعروں سے پھر اقصائے دو عالم
کاری دلِ کفار پہ مسلم کا پڑے وار

تری نگہ لطف جو ہو جائے تو پھر ہم
بن سکتے ہیں اک سیسہ پلائی ہوئی دیوار

(ثاقب زیروی)

قسط دوم، آخری

سیرت

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ

وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

مکرم عطاء المومن زاہد صاحب۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے

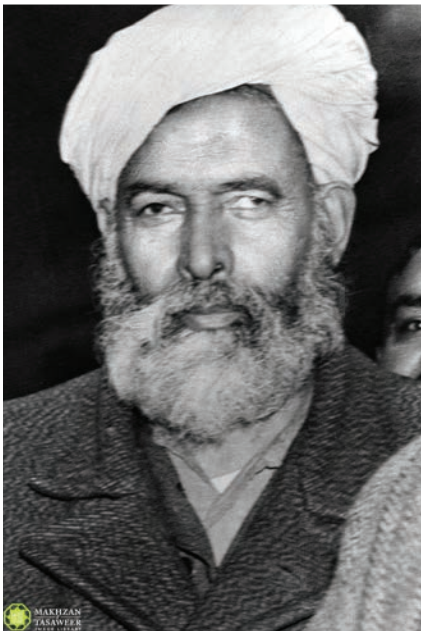

خدا کی محبت آپ کے رگ و پے میں اس طرح سرائیت کئے ہوئے تھی کہ ہروقت آپ کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہتی۔ ہر دیکھنے والا اس بات کی گواہی دیتا نظر آتا ہے کہ آپ کے چہرے پر عشق الٰہی کا نور برستا تھا۔ اور یہی تو اولیاء اللہ کی نشانی ہوتی ہے۔

'عشق الٰہی وسّے منہ تے ولیاں ایہہ نشانی'

اس ضمن میں محترم ملک غلام فرید صاحب کی ایک روایت اختصار سے پیش کرتا ہوں۔

''حضرت مولوی صاحب کے کیریکٹر میں سب سے بلند مقام آپ کے زہد و تعبد کو حاصل تھا۔ قادیان کے مرد عورتیں اور بچے سب آپ کی عبادت گزاری سے واقف تھے... (وہ بیان کرتے ہیں کہ) 1947ء کے آغاز میں ہم تفسیر القرآن انگریزی کے کام کے سلسلے میں احمدیہ ہوسٹل لاہور میں مقیم تھے اور ہمیں پروفوں کے پڑھنے میں بعض دفعہ چودہ پندرہ گھنٹے متواتر کام کرنا پڑتا تھا... ان دنوں جب میں رات کے کسی بھی حصہ میں اٹھا، میں نے حضرت مولوی صاحب کو ہوسٹل کی مسجد میں مصروف عبادت دیکھا۔ حضرت مولوی صاحب مجھ سے عمر میں بائیس تئیس سال بڑے تھے لیکن اس پیرانہ سالی میں بھی وہ جوان ہمت تھے۔ اور عبادت گزاری میں تو جوان بھی ان کا کہاں مقابلہ کر سکتے تھے.... (وہ بیان کرتے ہیں اور یہ جملہ سننے کے لائق ہے کیونکہ یہ ایک ایسے قریبی ساتھی کی گواہی ہے جنہیں حضرت مولوی صاحب کے ساتھ لمبا عرصہ کام کرنے کا موقع ملا) اگر میں لکھوں کہ حضرت مولوی صاحب کی ساری زندگی ایک مستقل سجدہ تھی تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ (سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ 48)

آپ کی نمازوں کی خوبصورتی اور حسن کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

''پھر حضرت مولوی شیر علی صاحب تھے۔ سادہ سیدھے مزاج کے انسان، فرشتہ صورت، فرشتہ سیرت، کم گو اور جہاں تک نماز کا تعلق ہے بہت مختصر نماز پڑھاتے۔ لیکن اپنی نماز کا یہ حال تھا کہ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے ساتھ کھڑے ہو کر سنتیں بھی پڑھیں وتر بھی پڑھے اور حضرت مولوی صاحب ابھی پہلی رکعت میں ہی کھڑے ہیں۔ اور ان کے رکوع سے پہلے میں اپنی ساری نماز ختم کر لیا کرتا تھا اور آپ کے ہلکے ہلکے پڑھنے کی آوازیں کانوں میں آیا کرتی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ اکثر وہ اھدنا الصراط المستقیم پر اس طرح اٹک جاتے جس طرح ریکارڈ کی سوئی اٹک جائے۔ اتنا پڑھتے تھے اتنا پڑھتے تھے کہ گویا ابھی دل کی تسکین نہیں ہوئی۔ اے اللہ میں صراط مستقیم مانگ رہا ہوں۔ صراط مستقیم مانگ رہا ہوں کہتے چلے جاتے تھے''۔

(جلسہ سالانہ ماریشس سے خطاب 20 دسمبر 1993ء بحوالہ انجم الہدیٰ صفحہ 8)

حضرت مولوی صاحب کی شب بیداری، فرائض اور نوافل میں اپنے مولا کے حضور آہ و زاری اور ان میں انقطاع الی اللہ کی مکمل کیفیت۔ یہ وہ نظارے تھے جو قادیان میں رہنے والے ہر بڑے چھوٹے کے مشاہدے میں تھے۔ آپ کا دستور تھا کہ آپ ہر روز اپنے محبوب آقا کی یاد میں مسجد مبارک کے اس حصہ میں چاشت کے نوافل ادا کرنے کے لئے تشریف لے جاتے جہاں حضرت مسیح موعودؑ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ (نجم الہدیٰ صفحہ 16)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں۔

''حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم میں میں نے جو رنگ للّٰہیت کا دیکھا اور جس قسم کی بے نفسی ان کے وجود میں پائی جاتی تھی وہ دوسری جگہ بہت کم نظر آتی ہے۔ دعاؤں میں انتہائی شغف، عبادات میں ایسی لذت کہ گویا روح ہروقت آستانہ الٰہی کی طرف شوق سے جھکی جاتی ہے......اس سوز اور درد کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے کہ جیسے ایک ہنڈیا چولھے پر ابل رہی ہو۔ اگر مجھ سے کوئی شخص حضرت مولوی صاحبؓ کے متعلق یہ پوچھے کہ ان کی سب سے نمایاں صفت کیا تھی تو میں یہی کہوں گا کہ دعاؤں اور عبادات میں شغف''۔ (سیرت صفحہ 2،3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک وجود سے آپ کی محبت اور عشق آپ کی سیرت کا ایک اور تابناک باب ہے۔ آپ کے دل میں عشق و محبت کا ایک چشمہ ابل رہا تھا اور اخلاص و وفا کا ایک سمندر آپ کے سینے میں ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا یہ جان نثار غلام سو سو جان سے آپ پر قربان ہوتا اور آپ کی خدمت کے ہر موقع کو سعادت عظمیٰ سمجھتا۔ چنانچہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب کو حضرت

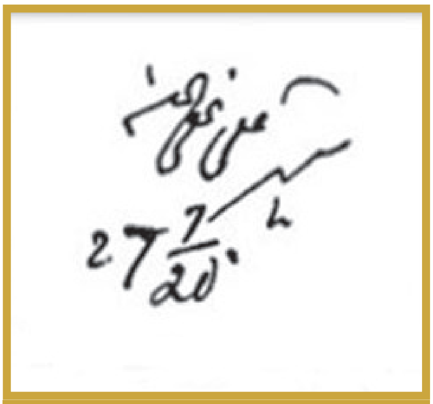

عکس دستخط حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ

مسیح موعود علیہ السلام سے ایسی عاشقانہ محبت تھی کہ جب دوسرے گریجوایٹ اور صاحب حیثیت لوگ حضورؑ کی آمد پر بیٹھے رہتے، مولوی شیر علی صاحب عشق و محبت سے معمور دل کے ساتھ آگے بڑھ کر حضور کا جوتا اٹھا لیتے اور نماز سے فراغت کے بعد جب حضور رخصت ہونے لگتے تو حضور کو جوتا پہنانے میں ایک سرور کی کیفیت محسوس کرتے۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 294)

اسی طرح کی ایک اور ایمان افروز روایت حضرت سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں حضرت مولوی صاحب تشریف لائے۔ ”آپ عموماً اخیر میں آ کر جوتوں کے پاس ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ وہیں بیٹھے جہاں آپؑ کی گرگابی پڑی تھی۔ جلدی سے آپ نے اپنا عمامہ اُتارا جو دودھ کی طرح سفید تھا اور نہایت محبت سے اس کے پلّو سے حضور کے جوتوں کی گرد صاف کرنے لگے۔ صاف کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ آپ انتہائی ذوق و شوق اور محبت کے بھرپور جذبے سے اس کام کو انجام دے رہے ہیں“۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ 155)

یہ عشق و وفا کا کیسا عجیب اور منفرد انداز ہے اور کتنا گہرا ادراک ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عالی مقام کا کہ یہ نیک فطرت نوجوان مہدی دوراں کے جوتے اپنے عمامے سے صاف کرنا عین سعادت جانتا ہے اور مسیح موعودؑ کے مقدس دامن سے وابستگی کو ایسا اعزاز سمجھتا ہے کہ جس کے سامنے دنیا کی بادشاہتیں ہیچ ہوں۔

حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد آپ کے مبارک دور کی یاد میں اکثر بے قرار ہو جاتے۔ ایک دفعہ ایک دیکھنے والے نے آپ کو مسجد اقصیٰ کے ایک ستون کا سہارا لئے اشکبار حالت میں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہرے درد سے آنسوؤں کی لڑی بہہ نکلی ہے۔ دیکھنے والا خاموش رہا۔ اگلے دن کسی کے استفسار پر اپنے رونے کی وجہ یوں بتائی کہ ”ایک دفعہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اسی ستون کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا تھا۔ مجھے اس زمانے کی یاد نے تڑپا دیا اور ضبط نہ کر سکا اس لئے آبدیدہ ہو گیا“۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 133)

جب ہم اس قسم کی بے غرض محبت کے نظارے دیکھتے ہیں تو ہمارا دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا تھا کہ میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا وہ بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور خدا نے ایسے جان نثار اور فدائی وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا کئے تھے جو آپ کے قدموں میں گزارے ہوئے چند لمحات کے بالمقابل دنیا کی بڑی سے بڑی چیز کو ایک مچھر کے برابر بھی اہمیت نہ دیتے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جب خدا تعالیٰ کے فضل سے قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا تو آپ نے خلفاء وقت کی محبت اور اطاعت کا وہ نمونہ دکھایا کہ جو ہم سب کے لئے قابل تقلید ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک دوست نے اپنی ایک پریشانی میں آپ کو دعا کے لئے خط لکھا۔ آپ نے جواب دیتے ہوئے ان کو تسلی بھی دی لیکن ساتھ یہ نصیحت بھی لکھ کر بھیجی ”آئندہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا کریں۔ مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم لوگ انہی کے فیض یافتہ ہیں“۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 300)

آپ اپنی تمام ترنیکی، تقویٰ اور علمی قابلیت کے باوجود خلیفہ وقت کی رائے کے بالمقابل اپنے خیالات کو کوئی وقعت نہ دیتے۔ اور جو بات امام وقت کی زبان مبارک سے نکلتی اسی کو درست جانتے۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے محترم چوہدری شبیر احمد صاحب سے فرمایا: ”ہمارے نزدیک تو وہی تفسیر یا مطالب قابل قبول ہوں گے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تفسیر سے مطابقت رکھتے ہوں گے“۔ (سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 135)

ایک مرتبہ حضرت حافظ روشن علی صاحب نے آپ سے ایک اردو محاورہ کے درست یا غلط ہونے کے متعلق استفسار کیا۔ اس محاورہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی ایک تحریر میں استعمال فرما چکے تھے۔ آپ نے بے ساختہ جواب دیا: ”جب حضرت صاحب نے یہ محاورہ استعمال کیا ہے تو اگر اردو میں اس سے قبل نہ بھی بولا جاتا ہو تو بھی اب یہ محاورہ بن گیا ہے“۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 136)

آپ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں پر مکمل عبور رکھتے تھے اور بہترین انشاء پرداز تھے اور یقیناً آپ اس محاورہ کے استعمال پر ٹھوس بحث کر سکتے تھے لیکن آپ کا جواب امام وقت کی اطاعت اور محبت کا جو مثالی رنگ لئے ہوئے ہے اس کی نظیر تلاش کرنا مشکل ہے۔

اسی طرح خلفائے کرام کا بھی آپ سے انتہائی پیار اور اعتماد کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب کبھی قادیان سے باہر تشریف لے جاتے تو مرکزی مقامی امیر آپ کو ہی مقرر فرماتے۔ 1924ء کے سفر یورپ کے دوران بھی حضور نے آپ کو ہی ہندوستان کا امیر مقرر کیا تھا۔ جب مجلس انصار اللہ کا آغاز ہوا تو آپ ہی کو اس کا پہلا صدر مقرر کیا گیا۔ لیکن آپ اپنی تمام تر دینی اور دنیوی وجاہت کے باوجود اپنے لباس، رفتار و گفتار اور طور طریق میں انتہائی سادہ تھے۔ آپ کی بے پناہ سادگی کا اندازہ تو اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ دو انگریز افسر جو ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر کی علمی قابلیت سے متاثر ہو کر آپ سے ملنے کے لئے قادیان آئے ان کی آپ سے ملاقات اس حالت میں ہوئی کہ آپ انتہائی سادہ دیہاتی لباس میں ملبوس اپنی بھینس چرا رہے تھے۔ وہ دونوں یہ بات دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا کہ ہم تو سمجھے تھے ریویو کا ایڈیٹر کوئی انگریز ہو گا۔ (سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 190)

آپ کی عاجزی اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک دعوت ولیمہ میں تشریف لے گئے جہاں منتظمین آنے والے مہمانوں کو ان کے مرتبہ کی مناسبت سے نشستوں پر بٹھا رہے تھے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے یہ بات دیکھی تو منتظمین کو خبر ہونے سے بہت قبل تیزی سے گزر کر دارالشیوخ کے مساکین کے ساتھ جا کر تشریف فرما ہوگئے۔ گویا معززین کی نشستوں کو چھوڑ کر غرباء اور مساکین کے ساتھ بیٹھنے کو ترجیح دی۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 191

ایسا کیوں نہ ہوتا۔ یہ پیارے بزرگ تو اس برگزیدہ رسول ﷺ کی تعلیمات سے فیض یافتہ تھے جس نے دنیا کی وجاہتوں سے منہ پھیر کر **الفقر فخری** کا علم بلند کیا تھا۔ آپ کے متعلق تو ویسے بھی یہی روایت ملتی ہے کہ انتہائی عاجزی سے جوتوں کی جگہ پر بھی بیٹھ جایا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک عزیز نے جو کہ ابھی صرف نو دس سال کے تھے آپ سے پوچھا کہ چاچا جی! لوگ تے اگے ودھ ودھ کے بیندے ہن۔ تسی کیوں جتیاں وچ بیندے او؟ یعنی چچا جان لوگ تو آگے بڑھ بڑھ کر اپنی جگہ تلاش کرتے ہیں۔ آپ کیوں جوتیوں میں بیٹھتے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا: ''بچّو میں تے جتیاں وچ ہی کھٹیا اے'' یعنی بیٹا میں نے تو جوتوں میں ہی رہ کر سب کچھ حاصل کیا ہے۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 195

سبحان اللہ! اپنے پیارے آقا کی نصیحت کو آپ نے کیسے پلے سے باندھ لیا تھا کہ

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اس کو ملے یار
پسند آتی ہے اس کو خاکساری
تذلّل ہے رہِ درگاہِ باری

عاجزی اور انکساری کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کی ہمدردی اور غربا پروری بھی آپ کی سیرت کا ایک نمایاں وصف تھا۔ خدا نے آپ کو ایک ایسا دل عطا کیا تھا جو غرباء کی امداد اور ان کی ضروریات کی فراہمی میں روحانی حظ اٹھاتا تھا۔ آپ کے اس وصف کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جہاں آپ نے اپنے گھر کی دودھ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے دو تین بھینسیں رکھی ہوئی تھیں وہاں ایک گائے صرف غرباء کے بچوں کے لئے رکھی ہوئی تھی تا کہ ان کو خالص گائے کا دودھ مہیا کیا جاسکے۔ (سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 35)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

''مولوی صاحبؓ کی روحانیت حقیقتاً ایک نہایت ہی ارفع اور بلند مقام کی روحانیت تھی جسے ایک طرف خدا تعالیٰ کے ساتھ انتہائی اتصال حاصل تھا اور دوسری طرف مخلوق خدا کی ہمدردی اس کا جزو اعظم تھی''۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 3)

پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی تو انفلوئنزا کی وباء پھیل گئی۔ آپ کے اپنے گھر میں آپ کی بارہ سالہ صاحبزادی اور آپ کے سوا سب صاحب فراش تھے۔ آپ نے اپنی صاحبزادی کو ارشاد فرمایا کہ تم دودھ دوہنا سیکھو، چنانچہ انہوں نے یہ کام سیکھ لیا۔ وہ آپ کے ارشاد کے مطابق دودھ کو جوش دے کر آپ کے سپرد کرتیں اور آپ دودھ غرباء کے گھروں میں لے جا کر تقسیم کرتے۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 35

اس کے علاوہ غرباء کے گھروں میں جا کر انہیں بڑی محبت سے بلاتے کہ میں نے ٹیکے منگوائے ہیں اور ڈاکٹر کو بھی بلایا ہے۔ آپ لوگ آ کر ٹیکے لگوالیں۔ اور اس طرح کئی لوگوں نے اس مشکل وقت میں آپ کی اس بے لوث خدمت سے فائدہ اٹھایا۔ (سیرت شیر علیؓ صاحب صفحہ 232)

ایک روز سخت سردی کے ایام میں نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو اٹلی کا بنا ہوا ایک نیا اور نفیس کمبل زیب تن کیا ہوا تھا۔ نماز ادا کرنے کے بعد سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے ایک غریب مسافر کو دیکھا تو فوراً وہ کمبل اتار کر اسے پہنا دیا اور خود اس شدید سردی میں بغیر کمبل کے ہی گھر چل دیے۔ (سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب صفحہ 278)

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا مقدس وجود روحانی اعتبار سے اس پتھر کی مانند تھا جس کو چھونے والی ہر چیز سونا بن جاتی ہے۔ آپؑ کے حلقہ ارادت میں جو بھی شامل ہوا اس کی دنیا ہی بدل گئی۔ ان شامل ہونے والوں نے حضور کی قوت قدسی کی برکت سے مدارج تقویٰ میں یوں ترقی کی کہ آسمان روحانیت پر ستاروں کی مانند روشن ہوگئے۔ یہ وہ پاک وجود تھے جنہوں نے بیعت کے بعد اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کیں کہ جن کے نمونے ہمیں صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں نظر آتے ہیں۔ ایسے مطہّر اور مزکّی نفوس عالیہ میں سے ایک حضرت مولوی شیر علی صاحب تھے۔

صحابہؓ کے اس پاک گروہ کی سیرت کے واقعات کا جمع کرنا اور بیان کرنا جس نیک مقصد اور نیّت کو لئے ہوئے ہے اس کو بیان کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہ تمام واقعات تاریخ میں اس لئے محفوظ کئے گئے ہیں کہ ہمیں توجہ دلاتے رہیں کہ تمہارے بزرگ اپنی اصلاح نفس کرتے رہے ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے یہ معیار حاصل کئے ہیں۔ یا بیعت میں آنے کے بعد محبت و اخلاص کے یا وفا کے یہ معیار وہ دکھاتے رہے ہیں۔ تم بھی اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو اپنے ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلو تا کہ یہ آخرین کے اخلاص و وفا کا زمانہ تا قیامت چلتا رہے۔ اور ان شاء اللہ یہ چلتا رہنا ہے کیونکہ اسی مسیح محمدیؐ کے ذریعہ اسلام کی شان و شوکت کو قائم رکھنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس کہیں ہمارے اپنے عمل اس برکت سے ہمیں محروم نہ کر دیں، بے فیض نہ کر دیں۔

(خطبہ جمعہ 13 جنوری 2006ء خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 36)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی روح پر اپنے بے شمار فضل اور رحمت کی بارش برسائے اور ہم سب کو آپ کی نیک صفات کا وارث بنائے۔ ہم ہمیشہ حضور ایدہ اللہ کی اس خواہش کے مطابق اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں اور کبھی بھی ہمارے اعمال ہمیں اس فیض سے محروم نہ کریں جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ کے پاک وجودوں سے دنیا میں جاری ہوا، آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اور
خلفائے احمدیت کی متضرعانہ دعائیں

(طاہر احمد مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

اسلام ہمیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک زندہ اور حیّ و قیوم خُدا ہے۔ فرمایا:

”اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ“(البقرہ:256)

ترجمہ۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔

”وَتَوَكَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ“(الفرقان:59)

ترجمہ: اور توکل کر اُس زندہ خدا پر جو کبھی نہیں مرے گا۔

ہُوَ الۡحَیُّ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ (المومن:66)

وہ زندہ اور دوسروں کو زندگی دینے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ہمارا یہ حیّ و قیوم خدا اپنے بندوں کو دعاؤں کی طرف رغبت اور حوصلہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے:

اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ (المومن:61)

اے میرے بندو مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں سنوں گا۔

ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اس حیّ و قیوم خدا سے زندہ تعلق قائم کرنے اور اس سے دعائیں مانگنے کا سلیقہ سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قابل عزت اور کوئی چیز نہیں“۔ (ترمذی۔ ابواب الدعوات۔ باب ماجاء فی فضل الدعاء)

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

”تم میں سے جس کے لئے باب الدعاء کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں، ان میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اس سے عافیت طلب کرنا ہے۔ دعا اس ابتلاء کے مقابلہ پر جو آچکا ہو اور اس کے مقابلہ پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو“۔

(سنن الترمذی۔ کتاب الدعوات۔ باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید)

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیکی کے علاوہ اور کوئی چیز عمر نہیں بڑھاتی اور دعا کے علاوہ تقدیر الٰہی کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی اور انسان یقیناً اپنی خطاؤں ہی کی وجہ سے جو وہ کر چکا ہوتا ہے رزق سے محروم کیا جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ باب فی القدر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دعا کی قوت، اہمیت اور دعا کرنے کے طریق کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا“۔ (ملفوظات جدید ایڈیشن جلد5 صفحہ36)

”دعاؤں میں بلاشبہ تاثیر ہے۔ اگر مُردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ اور اگر گندے پاک ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ مگر دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے“۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ234)

"دعا کے لئے رقّت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ (یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے)... اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو، دعا کرو تا کہ دعا میں جوش پیدا ہو"۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 538)

"خدا نے مجھے دعاؤں میں وہ جوش دیا ہے جیسے سمندر میں ایک جوش ہوتا ہے"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 127)

نیز فرمایا:

"میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسا کہ دعا ہے"۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن مطبوعہ لندن 1984ء جلد 6 صفحہ 11)

آپ کو یہ یقین کامل تھا کہ "دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے اس میں بڑی تاثیریں ہیں"۔ چنانچہ مشکلات کے وقت خداتعالیٰ نے خود حضرت مسیح موعودؑ کو دعائیں سکھائیں۔ ان الہامی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

1880ء کے قریب آپ قولنج میں مبتلا ہوئے اور سولہویں دن حالت سخت نازک ہوگئی۔ تین مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی گئی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خداتعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ"۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 208)

1898ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے رؤیا میں دیکھا کہ آگ اور دھواں ہے اور چنگاریاں اڑ کر آپ کی طرف آتی ہیں مگر ضرر نہیں دیتیں اس حال میں آپ یہ دعا پڑھ رہے ہیں۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اِنَّ رَبِّيْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ: اے زندہ اور ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی ہستی میں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ یقیناً میرا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ (روزنامہ الفضل 11/اپریل 2015ء)

1902ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ایک ایسی دعا سکھائی جس کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے:

"رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔ اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر میں ہوں اور وہ کوچہ سر بستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ ایک ان میں سے میری طرف آیا تو میں نے اسے مار کر ہٹا دیا۔ پھر دوسرا آیا تو اسے بھی ہٹا دیا۔ پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پرزور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفرّ نہیں ہے۔ خداتعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔ میں نے اس وقت یہ غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔ میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا مگر میں نے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت خواب میں خداتعالیٰ کی طرف سے میرے پر مندرجہ ذیل دعا القا کی گئی:

"رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ"

اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خدمت گذار ہے۔ اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

"اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے نجات ہوگی"۔ (تذکرہ الہام 6 دسمبر 1902ء صفحہ 363-364)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوئی وظیفہ وغیرہ ارشاد فرمائیں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بکثرت پڑھو اور رکوع اور سجدے میں بعد تسبیح يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ زیادہ پڑھو اور اپنی زبان میں نماز کے اندر دعائیں کرو"۔ نیز فرمایا:

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دکھ جاوے"۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ 150)

ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لئے عرض کی۔ فرمایا: استغفار کثرت سے پڑھا کرو اور نمازوں میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْتَغِيْثُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ پڑھو۔ پھر اس نے عرض کی کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑھوں؟ فرمایا:

"کوئی تعداد نہیں۔ کثرت سے پڑھو یہاں تک کہ ذوق پیدا ہو جائے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ سمجھ کر پڑھو، خواہ اپنی زبان میں ہی ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! مجھے گناہوں کے بُرے نتیجوں سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہوں سے بچا"۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 250)

حضرت اماں جانؓ کا پاکیزہ نمونہ بھی ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپؓ اکثر فرماتیں کہ دعا ضائع نہیں جاتی۔ اگر ایک رنگ میں قبول نہ ہو تو دوسرے رنگ میں قبول ہو جاتی ہے یا عبادت میں شمار ہوتی ہے۔ آپؓ اکثر یہ دعائیں بلند آواز میں پڑھا کرتی تھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ يَا رَبِّيْ وَ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

قادیان سے ہجرت کے بعد آپؓ یہ دعا کثرت سے پڑھا کرتی تھیں:

يَا حَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ۔
رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا

آپ رضی اللہ عنہا نے بچوں کو بھی یہ دعا سکھا دی تھی اور فرمایا کرتی تھیں کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو یہ اس زمانے کا اسم اعظم ہے یعنی سب سے بڑی دعا ہے"۔

(سیرت حضرت اماں جانؓ از صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ صفحہ 23-24)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حیّ و قیّوم خدا کے بارہ میں ساری دنیا کو باخبر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

’’پھر ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہ آدمؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا اور نوحؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ ابراہیمؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ موسیٰؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ عیسیٰؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی زندہ تھا اور آج بھی زندہ ہے۔ اور اگر دنیا اور ہزار سال تک قائم رہے گی تو ہزار سال تک اور اگر ایک کروڑ سال تک قائم رہے گی تو کروڑ سال تک اور اگر ایک ارب سال تک قائم رہے گی تو ایک ارب سال تک وہ اپنی زندگی کے نشانات دکھاتا چلا جائے گا۔‘‘

(تفسیر کبیر صفحہ 579)

اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء کی قبولیت دعا کا مضمون بیان کرتے ہوئے مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی مرحوم سابق ایڈیٹر الفضل ربوہ لکھتے ہیں:

’’حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ اپنی مجالس میں بڑی کثرت سے یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کی درخواست پر مشتمل خطوط باقاعدگی سے ارسال کیا کرو۔ اور پھر خود بھی دعاؤں میں لگے رہو۔ خلیفہ کا آسمانی وجود ایک پاور ہاؤس ہے اس سے تعلق محبت و عقیدت قائم کئے بغیر آپ لوگ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوتی رہتی ہے کہ خلیفۂ وقت سے دعاؤں کی درخواست کرتا رہوں‘‘۔

(روزنامہ الفضل یکم اکتوبر 2007ء)

خلفائے احمدیت کی قبولیتِ دعا کی مزید مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

غانا کے رہنے والے مکرم ڈاکٹر مبارک اوسئی کویسی (Osei Kwesi) بیان کرتے ہیں کہ غانا اور بعد میں جرمنی کے ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق اُن کی اہلیہ بعض بنیادی نقائص کی وجہ سے ماں نہیں بن سکتی تھیں۔ اُنہوں نے شدید مایوسی کے عالم میں حضرت خلیفۃ الثالثؒ کی خدمت میں ڈاکٹروں کی رپورٹوں کی تفصیل لکھ کر عاجزانہ دعا کی درخواست کی۔ کافی عرصہ بعد حضور کا خط موصول ہوا جس نے مجھے خوشیوں سے ہمکنار کر دیا۔ لکھا تھا کہ میں نے دعا کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا کرے گا۔ لکھتے ہیں کچھ عرصہ بعد ہی میری اہلیہ حاملہ ہو گئیں۔ مَیں اُنہیں ڈاکٹروں کے پاس لے گیا۔ اپنی رپورٹیں اور میری اہلیہ کو دیکھ کر اُن کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ میری اہلیہ سامنے کھڑی اُن کی طبی تحقیق کو جھٹلا رہی تھی۔ مقررہ وقت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی بشارت کے مطابق ہمیں صحت مند بیٹے سے نوازا جس کا نام ہم نے حضور کے بتائے ہوئے نام کے مطابق مبشر رکھا۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن، 24 مئی 2002ء)

برطانیہ میں مقیم مخلص فلسطینی احمدی محترم ابراہیم اخلف صاحب جو اس وقت جماعت احمدیہ یوکے کے سیکرٹری تبلیغ بھی ہیں ان کے کورونا وائرس میں مبتلا ہونے اور پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے شفایاب ہونے کا واقعہ تو اس دور کا معروف واقعہ ہے جنہیں وائرس نے پوری طرح اپنی گرفت میں لے کر ان کے پھیپھڑوں اور سانس کے نظام کو بُری طرح متاثر کیا تھا۔ بظاہر ان کے بچنے کی اُمید نہ تھی۔ ابراہیم اخلف صاحب کی اہلیہ محترمہ ریم صاحبہ نے حضور انور ایدہ اللہ کو اپنے شوہر کے مرض کی شدت کے بارہ میں لکھ کر خصوصی دعا کی درخواست کی۔ ایک دن منیر عودہ صاحب نے بھی حضور انور سے عرض کیا کہ ریم بہت پریشان ہیں اور حضور انور کی طرف سے تسلی بخش الفاظ کی منتظر ہیں۔ تو حضور انور نے کچھ توقف کے بعد فرمایا:

’’ریم سے کہہ دو کہ تسلّی رکھے، ابراہیم کو کچھ نہیں ہوگا۔ وہ صحت یاب ہو جائے گا‘‘۔

{موت کے اندھیروں سے زندگی تک واپسی کا سفر (قسط اول) الفضل انٹرنیشنل 12 مئی 2020ء}

اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اور مکمل صحت یاب ہونے کے بعد محترم ابراہیم اخلف صاحب آج ہم میں خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک زندہ نشان ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک موقع پر فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مجیب ہے جس کے معنے ہیں دعا کو سننے والا، یا ایسی ہستی جس سے سوال کیا جائے اور دُعا مانگی جائے تو عطا کرتا ہے، نوازتا ہے، قبول کرتا ہے۔ پس یہ اسلام کا خدا ہے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور زندگی بخش ہے، جو مضطر کی دُعاؤں کو سن کو اپنے وجود کا ثبوت دیتا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں جس نے ہمیں اس خدا کی پہچان کروائی... پھر ہماری یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کی جماعت میں شامل ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل ان راستوں کو دوبارہ صاف کر کے، ان راہوں پر ہمیں ڈالا جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کا صحیح فہم و ادراک حاصل کرنے والے بنیں اور اس طرف ہمیں توجہ پیدا ہو۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ دعا مانگو تو جواب بھی دیتا ہے۔ آپؑ نے دُنیا کو یہ چیلنج دیا کہ آؤ اس زندہ خدا کی پہچان مجھ سے حاصل کرو کیونکہ اس زمانہ میں اس کی پہچان کروانے والا اور اس کو دکھانے والا میں ہوں...... پس اس زمانے میں ہمیں زمانے کے امام کے ساتھ جڑ کر دعاؤں کی قبولیت کا بھی فہم و ادراک حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کا بھی فہم حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کا بھی ادراک حاصل ہوا۔ کیونکہ زمانے کے امام کے ساتھ چمٹنے سے اللہ تعالیٰ ان ماننے والوں کو بھی ہر ایک کے اپنے تعلق کے معیار کے مطابق جو اس کا خدا تعالیٰ سے ہے، اپنی صفات کے جلوے دکھاتا ہے۔ پس قرآن کریم کا یہ دعویٰ صرف دعویٰ نہیں کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو، کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے بلکہ عملاً اس کے نمونے بھی دکھاتا ہے‘‘۔

(از موازنہ مذاہب مارچ 2015 صفحہ نمبر 11-10)

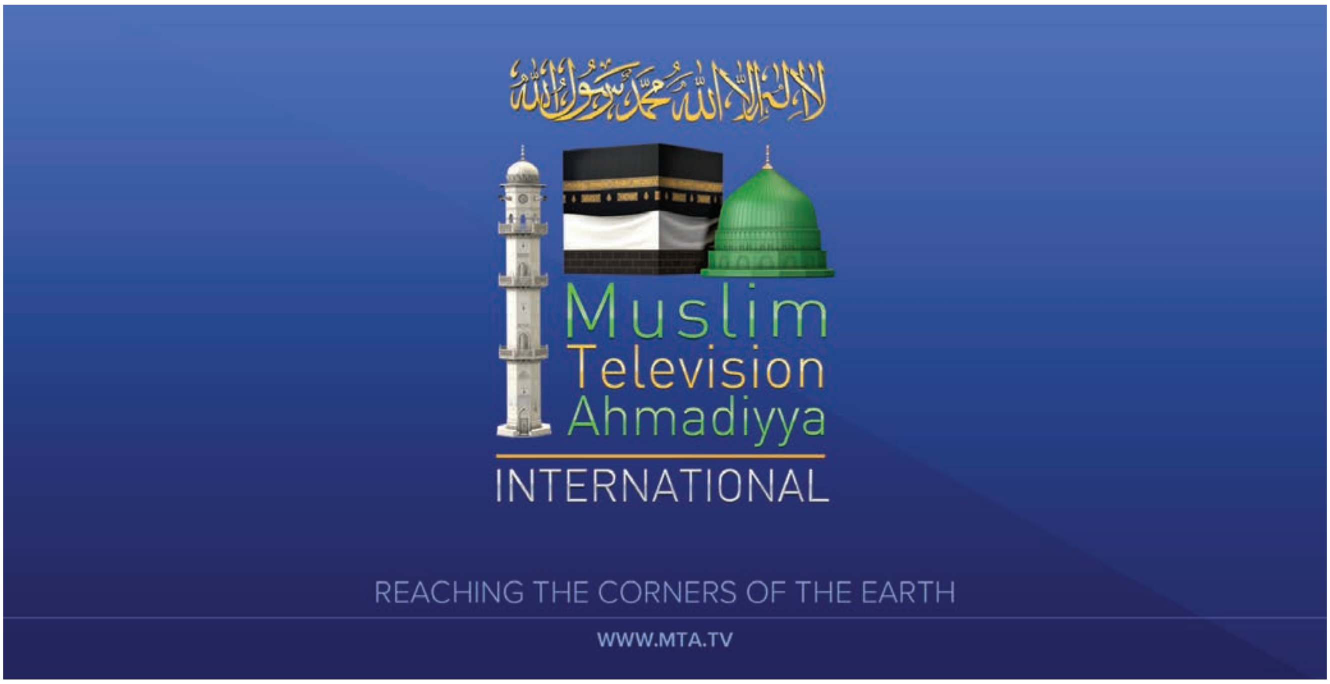

قسط دوم

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل

الٰہی نوشتوں میں مذکور عظیم الشان پیشگوئیوں کا مصداق اور احمدیت کی صداقت کا عالمی گواہ

توحید کے تابع امن عالم اور وحدت انسانی کے قیام کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل مبارک آسمانی انتظام

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے نشریات کا آغاز

یکم اپریل 1996ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر منعقدہ ایک خصوصی تقریب میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا کہ 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'، دیکھو کس شان سے پورا فرمایا ہے... یہ نظام خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور اس الہام کی برکت ہے نہ کہ ہماری کوئی شوخی... ہم اپنی عاجزانہ کوششیں جو اس راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی توفیق عطا ہونا ہی خدا کا بڑا انعام ہے... یہ سارے کاروبار اللہ کی تقدیر کے کاروبار ہیں۔ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کا وعدہ ہے جو اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا اور فرمایا کہ ایسا کاروبار جو تیرے ہاتھ سے جاری ہو رہا ہے خدا ہی اس کا نگران ہے۔ خدا ہی اس کا ولی ہے۔ خدا ہی وکیل ہے جو تمام طاقتیں رکھتا ہے۔ ہر بات کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ کارساز ہے۔ وہی ہے جو یہ کام بنائے گا اور یہ آخری اٹل وعدہ ہے جو ہرگز مٹایا نہیں جاسکتا۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تا کہ محمد رسول اللہ اور آپ کے پیغام کو تمام دنیا کے اَدیان پر غالب کر دے"۔

آپ نے اس تاریخ ساز اور رُوح پرور خطاب میں یہ وجد آفرین اعلان بھی فرمایا تھا کہ:

"آج کے بعد ان شاءاللہ ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر روشن تر دن ایم ٹی اے پر نمودار ہوگا"۔

یہ بشارت جس پُرشوکت انداز میں پوری ہو رہی ہے آج ایک عالَم اس کا گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ خلافتِ حقّہ اسلامیہ احمدیہ کے زیرِ نگرانی اور اس کے فیض سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل بڑے مستحکم قدموں کے ساتھ اور بڑی عزّت اور وقار کے ساتھ کامیابیوں کی منزلیں طے کرتے ہوئے مسلسل وسعت پذیر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 29 جنوری 1993ء میں فرمایا تھا:

"ٹیلی ویژن کے ذریعہ دنیا سے جو یہ رابطے ہو رہے ہیں اس کے نتیجہ میں یہ نظام ایک نئے دَور میں داخل ہوگیا ہے کیونکہ پہلے کبھی جماعت کو اس وسیع پیمانے پر براہِ راست وقت کے خلیفہ کی آواز میں اس کی صورت دیکھتے ہوئے نصیحتیں سننے کا موقع نہیں ملا کرتا تھا۔ ربوہ سے تقریباً سو دو سو میل کے فاصلہ پر ایسے لوگ بھی تھے جو بوڑھے ہوگئے لیکن کبھی کسی خلیفہ کو دیکھا ہی نہیں تھا اور ہزارہا کی تعداد میں اور بڑی کثرت کے ساتھ ایسی

جماعتیں ہیں کہ جہاں عملاً ناممکن تھا کہ کبھی کوئی خلیفہ جاسکے۔ کیونکہ اگر وہ تیز رفتاری کے ساتھ جیٹ (jet) رفتار کے حساب سے بھی گھومے تو جماعتیں اس تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں کہ ناممکن ہے کہ ایک شخص اپنی زندگی میں تمام جماعتوں میں پہنچ کر کچھ ٹھہر کر ہر شخص سے متعارف ہو سکے۔ لیکن اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گھر گھر میں زیارتوں کے انتظام ہو رہے ہیں اور جماعتوں میں بڑھتی ہوئی تعداد میں خدا کے فضل سے براہِ راست باتیں سننے اور صورت دیکھنے کے مواقع میسر آرہے ہیں"۔ (خطباتِ طاہر جلد 12 صفحہ 88)

اسی طرح آپ نے فرمایا:

"مَیں سمجھتا ہوں کہ آئندہ زمانہ میں خلافت کا جماعت سے تعلق اسی ٹیلی ویژن کے رابطے سے ہی زیادہ تر ہوسکے گا اور یہ رابطہ شروع میں دو طرفہ ہو جائے گا۔ یعنی جہاں سے کوئی خلیفہ خطاب کر رہا ہوگا ساری دنیا کی جماعتوں کی مختلف جگہوں سے جھلکیاں بھی اس کے سامنے مختلف ٹیلی ویژنز پر دکھائی جارہی ہوں گی اور وہ دیکھ رہا ہوگا کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔ باقی یہ مِکس (mix) کرنے والے ماہرین جو ہیں بہت حد تک ان کے اختیار میں ہے کہ کس منظر کو زیادہ نمایاں کر کے دکھائیں۔ لیکن یہ ممکن تو ہو ہی چکا ہے جب اس کی مالی توفیق ملے گی تو اس طرح شروع ہو جائے گا۔ تو آئندہ کا ایک نقشہ تو یہ ہے کہ اس طرح ملاقاتیں ہوا کریں گی۔

دوسرا یہ کہ ہر احمدی کے کانوں میں براہِ راست خلیفۂ وقت کی آواز پہنچے اور اس کی آنکھیں اس کو دیکھ رہی ہوں۔ پھر دل میں یہ بھی طمانیت ہو کہ وہ بھی مجھے دیکھ سکتا ہے، یہ ایک عجیب کیفیت ہے جو آئندہ دَور سے تعلق رکھنے والی ہے۔ ہم جو اِن دو اَدوار کے سنگم پر ہیں ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم نے وہ وقت بھی دیکھے ہیں جبکہ ہر شخص نہ صرف خلیفۂ وقت سے ملاقات کرتا ہے بلکہ حق رکھتا ہے کہ جس کو توفیق ملتی ہے جب چاہے اپنے بچوں کو ساتھ لے کر آکر بے تکلّف ملاتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں توفیق نہیں، ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نیا نظام جاری کر دیا ہے اور جماعت اس وقت گویا عملاً دو اَدوار میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو ابھی تک پچھلے دَور سے لطف اندوز ہو رہا ہے، ایک حصہ ہے جو مستقبل میں آنے والا حصہ ہے اس کے مستقبل کا ابھی سے آغاز ہو چکا ہے۔ اس پہلو سے بڑے پُر لطف دن ہیں"۔

(خطباتِ طاہر جلد 12، صفحہ 90)

چنانچہ 21 جون 1996ء کو اس نادر نظام نے ایک اور خوبصورت موڑ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سفر کینیڈا کے دوران ایم ٹی اے پر دو طرفہ رابطوں کا آغاز ہوا۔ کینیڈا سے حضور کے خطبہ کی براہِ راست تصاویر انگلستان میں پہنچ رہی تھیں اور لندن کی تصاویر کینیڈا پہنچ رہی تھیں اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ تمام دنیا کے احمدی ان تصاویر کو بیک وقت دیکھ رہے تھے۔ حضورؒ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"گزشتہ ایک موقع پر مَیں نے جماعت سے یہ گزارش کی تھی کہ مَیں امید کرتا ہوں کہ وہ دن آئیں گے جب ہم دو طرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ پس آج کے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ہمراہ ممبران و کارکنان ایم ٹی اے بورڈ لندن 1996ء کی ایک یادگار تصویر

کرسیوں پر: مکرم شجر احمد فاروقی صاحب، مکرم منیر الدین شمس صاحب، مکرم رفیق احمد حیات صاحب، مکرم نصیر احمد شاہ صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ، مکرم آفتاب احمد خان صاحب مکرم عطاء المجیب راشد صاحب، مکرم منیر احمد جاوید صاحب، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب۔ کھڑے ہوئے: مکرم مرزا عبدالوہاب صاحب، مکرم خالد احمد کرامت صاحب، مکرم نصیر احمد قمر صاحب، مکرم ندیم احمد کرامت صاحب، مکرم عبدالمومن جاوید صاحب۔ نیچے بیٹھے ہوئے: مکرم شاہد احمد صاحب

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ابتدائی کارکنان

مبارک جمعہ سے اس دن کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں... یہ دراصل ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ایک پہلو سے تو بارہا پوری ہو چکی۔ اب ایک نئے پہلو سے بھی پوری ہو رہی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ بہت بڑے بزرگ، بہت پایہ کے امام تھے اور عارف باللہ تھے... آپ نے فرمایا: ہمارے امام القائم کے زمانے میں یعنی حضرت مسیح موعود مہدی معہودؑ کے زمانے میں مشرق میں رہنے والا مومن مغرب میں رہنے والے اپنے دینی بھائی کو دیکھ سکے گا۔ اسی طرح مغرب میں بیٹھا ہوا مومن اپنے مشرق میں مقیم بھائی کو دیکھ سکے گا"۔ (بحار الانوار جلد 52 صفحہ 391)

آپؒ نے فرمایا:

"یہ آغاز ہے۔ آگے ان شاء اللہ ایسے دن آئیں گے کہ مشرق و مغرب کی جماعتیں ٹیلی ویژن کے اعلیٰ انتظامات کے ذریعہ بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گی۔ ایک ایسا عالمی جلسہ ہو گا جس کی کوئی نظیر کبھی دنیا میں پیش نہیں کی جا سکتی ہے، نہ کی جا سکے گی۔ اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اتنے ہیں اور اتنے برس رہے ہیں کہ بارش کے قطروں کی طرح ان کا شمار ممکن نہیں رہا"۔

(الفضل انٹرنیشنل 9/اگست 1997ء)

یکم اپریل 1996ء سے شروع ہونے والی چوبیس گھنٹے کی نشریات سے شرق اَوسط کے بعض ممالک اور افریقہ اور مشرقِ بعید کے ممالک محروم تھے۔ 7/جولائی 1996ء سے گلوبل بیم کے ذریعہ ان ممالک تک بھی ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی نشریات پہنچانے کا اِنتظام ہو گیا۔ اس سلسلہ میں محمود ہال مسجد فضل لندن میں ایک نہایت مبارک تقریب منعقد ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی موجودگی میں افریقن احباب، بچوں، نوجوانوں اور مستورات نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید پر مشتمل گیت گائے اور اس دن کے لئے تیار کردہ خصوصی پروگرام دکھائے گئے۔

1999ء میں ایم ٹی اے ایک نئے دَور میں داخل ہوا۔ جلسہ سالانہ یُوکے 1999ء کے موقع پر اس کی تفاصیل بیان کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

"ایم ٹی اے نئے دَور میں داخل ہو چکی ہے۔ یورپ، شرقِ اوسط اور ایشیا کے علاقوں کے لئے ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہو چکا ہے۔ اللہ کے فضل سے امسال یورپ، شرقِ اوسط اور ایشیا کے علاقوں کے لئے یورپ کے سب سے زیادہ مقبول سیٹلائٹ ہاٹ برڈ فور (Hotbird 4) پر ایم ٹی اے کا ڈیجیٹل چینل شروع کیا جا چکا ہے...... ان ڈیجیٹل کی نشریات کے آغاز سے ہم دنیا بھر میں بہت سے ایسے ناظرین تک پہنچ رہے ہیں جن تک پہلے رسائی ممکن نہ تھی۔ اس طرح تبلیغ کے نئے رستے کھل رہے ہیں...... سابقہ مروّجہ سیٹلائٹس کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات ساؤتھ پیسفک کے بعض علاقوں میں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ ...... ناممکن تھا کہ اُن تک ہمارے ایم ٹی اے کے پروگرام براہِ راست پہنچ سکیں کیونکہ زمین کا جو curve ہے وہ حائل ہو جایا کرتا تھا۔ کئی اونچے پہاڑی سلسلے تھے جو حائل ہو جایا کرتے تھے۔ ......امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساؤتھ پیسفک کے تمام ممالک جن میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، جاپان وغیرہ شامل ہیں ایم ٹی اے کی دسترس میں آ گئے ہیں۔ ......

اب ہم سو فیصدی اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے پانچوں برِّاعظم ایم ٹی اے کا پروگرام براہِ راست دیکھ سکتے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ"۔

(خطاب دوسرا روز جلسہ سالانہ یو کے فرمودہ 31/جولائی 1999ء)

اگرچہ ہاٹ برڈ پر ڈیجیٹل نشریات 1999ء میں شروع ہوئیں لیکن اس سے قبل ایم ٹی اے کو یہ اعزاز حاصل

ایم ٹی اے کا مسجد فضل لندن میں ابتدائی دَور کا کنٹرول روم

ہے کہ یکم اپریل 1996ء کو شمالی امریکہ میں ایم ٹی اے دنیا میں پہلا ڈائریکٹ ٹُو ہوم (DTH) چینل تھا جس پر ڈیجیٹل سسٹم پر نشریات شروع کی گئیں۔ اس غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت و رہنمائی میں کینیڈا کی ایک کمپنی سے خصوصی آرڈر پر سیٹلائٹ ریسیور بنوائے گئے کیونکہ اُس وقت دنیا میں ڈیجیٹل ڈائریکٹ ٹُو ہوم ریسیور دستیاب ہی نہیں تھے۔ جمعہ 7/ستمبر 2001ء کو ایم ٹی اے کی نشریات یُوکے کے B SKY B پلیٹ فارم پر شروع کی گئیں۔ اس کا اعلان حضورؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/ستمبر 2001ء میں فرمایا۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ 37 سال قبل 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے احمدیوں کو پاکستان میں آئینی و قانونی اغراض کے لئے ناٹ مسلم قرار دیا تھا اور 37 سال بعد مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ B SKY B پر آنے کی وجہ سے ایک نئے دور میں داخل ہو رہا تھا۔ 8 ستمبر 2001ء کو روزنامہ جنگ لندن کے پہلے صفحے پر اشتہار اس عنوان سے شائع ہوا۔ ''ایم ٹی اے کی تاریخ میں ایک نیا سنگ میل''۔ یاد رہے کہ اُس وقت SKY پلیٹ فارم پر ایم ٹی اے پہلا اردو چینل، پہلا اسلامی چینل اور پہلا مذہبی چینل تھا۔

ایم ٹی اے کی نشریات کی وسعت اور جدید ترین ٹیکنالوجی سے اِستفادہ اور ہر لحاظ سے اس کے معیار کو بہتر سے بہترین اور بلند سے بلند ترین کرنے کا یہ سلسلہ یہیں رُک نہیں گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرِ ہدایت و نگرانی اس میں مسلسل ترقی کا عمل جاری ہے اور اس کا دائرہ فیض بڑی تیزی سے وسعت پذیر ہے۔ چنانچہ ذیل میں خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اس پہلو سے بعض اہم سنگ میل کا اجمالی تذکرہ ہدیۂ قارئین ہے۔

23/جون 2003ء کو ایشیا اور آسٹریلیا کے لئے Asia Sat 3 پر ایم ٹی اے کی نئی سروس کا آغاز کیا گیا جس کے ذریعہ زمین کا کنارہ ملک فجی بھی ایم ٹی اے کی دسترس میں شامل ہو گیا۔

اکتوبر 2003ء میں مسجد بیت الفتوح کے افتتاح کے ساتھ ہی بیت الفتوح میں ایم ٹی اے کی ٹرانسمیشن کی نئی سہولت کا آغاز ہوا اور وہاں پروڈکشن کی جدید ترین سہولتیں مہیا ہوئیں۔ اسی طرح بیت الفتوح سے مسجد فضل لندن تک ٹرانسمیشن کا مستقل انتظام ہوا اور ہر دو مقامات سے براہِ راست پروگرام نشر کرنے کا انتظام ہوا۔

مارچ 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا اور ایم ٹی اے نے پہلی بار افریقہ کی سرزمین گھانا کے جلسہ سالانہ پر فرمودہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات براہِ راست نشر کئے۔

23/اپریل 2004ء کو یورپ کے ناظرین کی سہولت کے لئے ایم ٹی اے کے ایک اور چینل ایم ٹی اے الثانیہ کی سروس کا آغاز ہوا۔

مارچ 2005ء میں حضور ایدہ اللہ مشرقی افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے اور پہلی مرتبہ تنزانیہ سے ایم ٹی اے کی Live نشریات ہوئیں۔

نومبر 2005ء میں جلسہ سالانہ ماریشس کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات براہِ راست نشر کئے گئے۔

دسمبر 2005ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان دارالامان تشریف لے گئے اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کو اس دورہ کی بھرپور کوریج کی توفیق ملی۔

16 دسمبر 2005ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی تاریخ میں قادیان سے پہلی براہ راست نشریات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ پر مشتمل تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''آج محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی دی ہوئی توفیق سے مَیں اس بستی سے، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس بستی سے، حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ اور نمائندہ کے طور پر مخاطب ہوں۔ آج کا دن میرے لئے اور جماعت کے لئے دو لحاظ سے اہم ہے۔ ایک تو میرا حضرت مسیح موعودؑ کی اس خوبصورت اور روحانیت سے پُر بستی میں خلیفۃ المسیح کی حیثیت سے پہلی دفعہ آنا۔ اور دوسرے جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے یہ ایک عجیب خوشی اور روحانی سرور کا موقع ہے کہ آج حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ایک اَور نئی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ گو کہ یہ الہام مختلف پہلوؤں سے بڑی شان کے ساتھ کئی دفعہ پورا ہو چکا ہے... آج یہاں سے پہلی دفعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام براہِ راست دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ یہ ایم ٹی اے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اور فضل فرماتے ہوئے ایک انعام کے طور پر جماعت کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے وعدوں کا یہ ایک عظیم الشان ثمرہ ہے''۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قادیان میں ورودِ مسعود سے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے کارکنان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ 2003ء

لے کر حضور کے وہاں پر خطبات جمعہ اور خطبہ عید الاضحیٰ کے علاوہ جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کی مکمل کارروائی بھی ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کی گئی۔

23مارچ 2006ء وہ دن تھا جب حضور انور کی زیر ہدایت و نگرانی تیزی سے بدلتی ہوئی براڈ کاسٹ ٹیکنالوجی کے شانہ بشانہ رہتے ہوئے MTA کے Analogue ٹرانسمٹ سسٹم کو ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ Server سسٹم میں بدلا گیا تو خدا کے فضل سے MTA کا براڈ کاسٹ سسٹم دنیا کے ماڈرن ترین نظاموں میں شمار ہونے لگا۔ یہ سسٹم آئندہ آنے والی High Definition ٹیکنالوجی سے بھی ہم آہنگ ہے۔

2006ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مشرق بعید کے سفر پر تشریف لے گئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی اور جاپان کے جلسہ ہائے سالانہ کو اپنے مبارک وجود سے رونق بخشی اور ان تمام ممالک سے پہلی مرتبہ ایم ٹی اے پر لائیو نشریات حضور انور کے خطابات کی صورت میں پیش کی گئیں۔ اس دورہ کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ''انٹرنیشنل ڈیٹ لائن'' پر تشریف لے گئے۔ یہ تاریخی موقع بھی ایم ٹی اے پر براہ راست ساری دنیا میں نشر کیا گیا۔ 28/اپریل 2006ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے آخری کنارہ فجی سے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کا یہ شکر و احسان ہے کہ آج مجھے دنیا کے اس خطے اور ملک سے بھی براہ راست خطبہ دینے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ دنیا کا یہ حصہ دنیا کا آخری کنارہ کہلاتا ہے، یہ سب جانتے ہیں۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کا ایک اَور طرح سے نظارہ کروا رہا ہے۔ ایک تو وہ نظارے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھائے اور دکھا رہا ہے کہ دنیا کے کناروں تک آپ کی تبلیغ اور آپ کا پیغام ہم ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پہنچتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور 2005ء کے جلسہ قادیان اور اس سال کے شروع میں دو خطبات جمعہ اور ایک خطبہ عید الاضحیٰ بھی قادیان سے براہ راست نشر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں سے خطبات دینے کی توفیق دی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے... دنیا کے کناروں تک پہنچے۔ اور آج جیسا کہ مَیں نے کہا فجی کے اس شہر سے جو...دنیا کا آخری کنارہ ہے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ ... دنیا کے آخری کنارے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا کے باقی حصوں میں پہنچانے کا سامان اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔... پہلے یہ پیغام دنیا کے ان کناروں تک پہنچا اور اب دنیا کے کنارے سے پھر تمام دنیا میں پھیل رہا ہے''۔

15/جولائی 2006ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کے باقاعدہ ٹیلیویژن چینل کا آغاز کیا گیا اور ایم ٹی اے اُولیٰ کی نشریات انٹرنیٹ پر فُل ٹائم سروس کے طور پر ڈال دی گئیں۔

23/مارچ 2007ء وہ تاریخی دن تھا جب دنیائے عرب کے لئے عربی زبان میں ہمہ وقت چینل ''ایم ٹی اے الثالثۃ'' کی سروس کا آغاز ہوا جو نائل سیٹلائٹ (Nile Sat) پر شروع کیا گیا۔

15/جون 2007ء کو ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات کو بھی انٹرنیٹ پر باقاعدہ ٹی وی چینل کے طور پر شروع کر دیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اطفال کے ساتھ مجلس سوال و جواب میں

20 رجولائی 2009ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کے دوسرے آڈیو چینل کی سروس کا آغاز ہوا جس پر ناظرین تمام پروگرام انگریزی زبان میں بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

10 ردسمبر 2007ء کو بیت الفتوح لندن میں حضور نے خصوصی طور پر تعمیر شدہ ایم ٹی اے کے نئے کمپلیکس کا افتتاح فرمایا جو حضور انور ہی کی زیر نگرانی اور زیر ہدایت تیار کیا گیا تھا اور جو جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہر قسم کے براڈ کاسٹ کے سامان پر مشتمل ہے۔

8جنوری2008ء کوایم ٹی اے العربیہ کی نشریات نائل سیٹ سے بدل کر ہاٹ برڈ سیٹلائٹ پر شروع کی گئیں۔

29فروری2008ء کو امریکہ اور کینیڈا کے لئے بھی "ایم ٹی اے 3 العربیۃ" کی سروس AMC3 سیٹلائٹ پر شروع کر دی گئی۔ اسی روز امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کے لئے ایم ٹی اے اُولیٰ کے پروگراموں کو تین گھنٹے تاخیر سے نشر کرنے کے لئے ایم ٹی اے اُولیٰ پلَس 3 کا آغاز کر دیا گیا۔ نیز شمالی امریکہ کے لئے ایم ٹی اے انفوکاسٹ چینل کا اجراء کیا گیا۔

4 مارچ 2008ء کو ایم ٹی اے العربیۃ کی نشریات کا SESAT سیٹلائٹ پر آغاز ہوا۔

8مارچ 2008ء کو ایم ٹی اے العربیۃ کی نشریات کو عرب دنیا کے لئے وسیع تر کرنے کے لئے ہاٹ برڈ سیٹلائٹ پر بھی متوازی سروس کے طور پر شروع کر دیا گیا۔

27 مئی 2008ء کو وہ تاریخی دن تھا جب خلافت احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایکسل سنٹر لندن سے تمام عالَم کو صد سالہ خلافت جوبلی کا خطاب ارشاد فرمایا تو ربوہ اور قادیان میں منعقد ہونے والے اجتماعات کو بھی براہ راست نشریات میں شامل کیا گیا اور یوں تین مقامات سے بیک وقت نعرہ ہائے تکبیر اور غلام احمد کی جے کے فلک بوس اور پُرشگاف نعروں کی گونج تمام عالم میں سنائی دی۔ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور حضور انور کی دعاؤں سے بیک وقت سہ طرفہ لائیو نشریات کا یہ پہلا تجربہ نہایت کامیاب رہا۔

2009ء میں ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات ہاٹ برڈ کے ساتھ ساتھ عرب دنیا میں دو انتہائی مقبول سیٹلائٹس اٹلانٹک برڈ 4 (Atlantic Bird 4) یعنی Arab Sat اور یورو برڈ 9اے (Euro Bird 9A) پر شروع کی گئیں۔ اسی سال ایم ٹی اے کا یُوٹیوب پر بھی ایک آفیشل چینل کے طور پر اجراء کیا گیا۔

2010ء کو ایم ٹی اے پر جو نئے پروگرام شروع ہوئے ان میں اردو میں راہِ ھدیٰ اور تاریخی حقائق، انگریزی میں Faith Matters اور Real Talk، بنگلہ میں شوتیر شندھانے (Shotter Shondhane)۔ اور ڈچ زبان میں گفتگو کا پروگرام ہے۔ عربی زبان میں کبابیر سے سَبِیلُ الْھُدیٰ، براہِ راست ہفتہ وار پروگرام ہے۔

2011ء میں بلیک بری، آئی فون اور انڈرائیڈ فون پر ایم ٹی اے کا اجراء ہوا۔

2013ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں ایم ٹی اے کی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"31ر جولائی سے مارشل آئی لینڈ میں لوکل کیبل چینل پر ایم ٹی اے دکھایا جا رہا ہے۔ مارشل آئی لینڈ نارتھ پیسفک کا ایک ملک ہے۔ غانا کی نیشنل ٹی وی اتھارٹی "غانا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن" کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا ہے اس میں وہ ہمارے یہاں سے جو پروگرام تیار ہوں گے وہ وہاں دکھایا کریں گے۔ اور افریقہ کے بہت سارے ممالک جہاں ایم ٹی اے کا عموماً رُخ اور ہے اور وہاں جو ایک سیٹلائٹ بہت زیادہ دیکھا جاتا ہے، تو گھانا اُس کو کور (cover) کر لے گا، گھانا کا جو نیشنل ٹیلی ویژن ہے وہ ہمارے پروگرام دکھایا کرے گا۔ faith matters، real talk، press point وغیرہ یہ وہاں دکھائے جائیں گے۔ اس سال یُوکے جلسہ کے لئے بھی انہوں نے ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت دیا ہے جس میں جلسہ سالانہ کا تعارف وغیرہ دکھایا جائے گا۔ افریقن ممالک کے لئے اُس کی کافی بڑی کوریج ہے۔"

23رمارچ 2014ء کو حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے پر عربی میں Live خطاب فرمایا۔ ایم ٹی اے پر خلیفۃ المسیح کا عربوں سے براہِ راست عربی زبان میں یہ پہلا اور تاریخ ساز اور یادگار خطاب تھا۔

2015ء میں ملک مالی کے میڈیا گروپ Africable نے ٹی این ٹی سیٹ افریقہ (TNT SAT AFRICA) کے نام سے پچاس فری چینلز پر مشتمل ایک سروس شروع کی۔ ان فری چینلز میں ایم ٹی اے بھی شامل ہوا۔

یکم اگست 2016ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل افریقہ کا افتتاح فرمایا۔ اسی سال ماریشس میں ایم ٹی اے افریقہ کا پہلا سٹوڈیو مکمل ہوا۔ برکینا فاسو میں اس سال پہلے لوکل جماعتی ٹی وی چینل کا افتتاح ہوا۔ اور 3رمارچ 2016ء کو لوکل ایم ٹی اے

چینل کی ٹیسٹ ٹرانسمیشن کا آغاز ہوا اور 3؍جولائی 2016ء کو اس ٹی وی چینل کی نشریات کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

15؍مئی 2017ء کو ازراہ شفقت حضور انور ایدہ اللہ نے اس خصوصی تقریب میں شرکت فرمائی جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پچیس سال مکمل ہونے پر طاہر ہال (بیت الفتوح، مورڈن) میں منعقد ہوئی۔ اِسی سال گھانا میں وہاب آدم سٹوڈیو کے نام سے ایم ٹی اے کا ایک نیا اور جدید سٹوڈیو کمپلیکس قائم ہوا۔

یکم جولائی 2018ء کو ایم ٹی اے کی نشریات شمالی امریکہ اور وسطی امریکہ کے لئے ایک بہت ہی مقبول سیٹلائٹ Galaxy 19 پر شروع کی گئیں اور تین چینل ایم ٹی اے اُولیٰ، 3+ اور اب ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات بیک وقت چل رہی ہیں۔

29؍جنوری 2019ء کو برازیل کے شہر Porte Polis (جہاں جماعت کا مرکز ہے) کے لوکل کیبل نیٹ ورک پر ایم ٹی اے کی چوبیس گھنٹے نشریات کا معاہدہ طے پایا۔

23؍فروری 2019ء کو وسطی امریکہ کے ملک Belize میں ایم ٹی اے کی نشریات کیبل سسٹم پر شروع کرنے کے لئے وہاں کی کیبل کمپنی سینٹرل ٹی وی کے ساتھ معاہدہ طے پایا اور چوبیس گھنٹے کی نشریات شروع کی گئیں۔

15؍مارچ 2019ء کو سرینام (ساؤتھ امریکہ) کے لوکل زمینی (Terrestrial) ٹیلی ویژن سسٹم پر ایم ٹی اے کی نشریات کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ اس طرح سرینام میں اب ایم ٹی اے ہر گھر میں دستیاب ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے فیض کی وسعتوں کا یہ سفر خلافت احمدیہ کی نگرانی میں مسلسل جاری ہے۔ احمدیت کا دشمن تو خلیفۃ المسیح اور افرادِ جماعت کے درمیان فاصلے پیدا کرنے کا خواہاں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ تمام فاصلوں کو سمیٹ کر ایسی محبتوں اور قربتوں سے نوازا کہ خلیفۃ المسیح سے روزانہ ملاقات کے سامان پیدا فرما دیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ بعض سلسلہ وار پروگرام

قبل ازیں یہ ذکر گزر چکا ہے کہ 7؍جنوری 1994ء کو ایم ٹی اے کی روزانہ کی نشریات کے آغاز کے ساتھ ہی حضورؒ کے ساتھ 'ملاقات' کا ایک پروگرام شروع ہوا۔ بعد میں روزانہ کی یہ ملاقات جو کم و بیش ایک گھنٹہ کے وقت پر مشتمل ہوتی تھی کئی مختلف سلسلوں میں تقسیم ہوگئی۔ ان مقبول سلسلوں میں سے بعض کا ذکر درج ذیل ہے۔

اعتراضات کے جوابات

18؍جنوری 1994ء سے آپ نے معاندین کے اعتراضات کے جواب دینے کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں اسلام اور احمدیت پر کئے گئے اعتراضات کے منہ توڑ مدلّل جواب دے کر مخالفوں کے مُنہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے اور شیروں کی طرح جماعت کا دفاع فرما کر ساری جماعت کو اس کے گُر سکھا گئے۔ یہ کل 37؍پروگرام ہیں۔

انگریزی ملاقات

5؍فروری 1994ء کو انگریزی دان دوستوں کے ساتھ سٹوڈیو ملاقات کے پروگرام کا آغاز فرمایا جس میں مختلف قومیتوں کے افراد کو شمولیت کا شرف عطا فرمایا۔ ان میں سے بہت سے پروگرام غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہوئے جن کے ہر قسم کے سوالات کے کافی و شافی جوابات دیئے گئے۔ کُل 150؍پروگرام ہوئے۔

اردو ملاقات

9؍فروری 1994ء کو اردو دان دوستوں کے ساتھ سٹوڈیو میں عمومی سوال و جواب کا پروگرام شروع فرمایا جس میں سوالوں کے جواب دیتے ہوئے مضمون کو اس گہرائی سے بیان فرمایا کہ ہر سننے والا یہی محسوس کرتا کہ اسی کے حسب حال جواب بیان کیا جارہا ہے۔ کُل 160؍پروگرام ہوئے۔

ہومیوپیتھی کلاس

23؍مارچ 1994ء کو آپؒ نے اپنی ہومیوپیتھی کی شہرۂ عالم کلاس کا آغاز فرمایا اور روحانی علاج کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج کے سامان بھی پیدا فرما دیئے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ اس سادہ اور سستے طریقِ علاج کو آپؒ نے دنیا بھر میں رائج فرمایا اور ہر رنگ و نسل اور ہر قوم و مذہب کے افراد نے اس سے استفادہ کرتے ہوئے معجزانہ شفا کے نمونے دیکھے۔ کُل 198؍پروگرام ہوئے۔

ترجمۃ القرآن کلاس

15؍جولائی 1994ء کو آپؒ نے ترجمۃ القرآن کلاس کا آغاز فرمایا۔ اس پہلی کلاس کے ساتھ ہی آپؒ نے ایم ٹی اے کے نئے سٹوڈیو کا افتتاح بھی فرمایا۔ اس عالمگیر کلاس کے ذریعہ آپؒ نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے شاگردوں کو عشقِ قرآن اور فہمِ قرآن کے اُسلوب سکھائے۔ آپ کی یہ کلاس قرآنی علوم و عرفان کا ایک چشمہ فیض ہے جو جاری و ساری ہے۔ کُل 305 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

لِقاءِ مَعَ العَرب

17 جولائی 1994ء کو اہل عرب کے لئے لِقاءِ مَعَ العَرب کا پروگرام شروع کیا گیا۔ جس کے ذریعہ صرف اہل عرب ہی نہیں بلکہ ہر قوم کی تسکین کے سامان کئے اور بڑی فصاحت و بلاغت سے ازرُوئے قرآن و حدیث عربوں کو انہیں کی زبان میں درست معنے بھی سمجھائے۔ کُل 472 پروگرام ہوئے۔

اردو کلاس

21 جولائی 1994ء سے آپؒ نے اردو زبان سکھانے کے لئے اردو کلاس کا اجراء فرمایا تا کہ سب قوموں کے لوگ اردو سیکھ کر ایک ہاتھ پر جمع ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زبان پر بھی جمع ہو جائیں۔ اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا خود مطالعہ کر کے علم و عرفان کے اس خزانے سے مستفیض ہو سکیں۔ اردو زبان پر آپؒ کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔ کُل 460 پروگرام ہوئے۔

بچوں کی کلاس

23 جولائی 1994ء کو آپؒ نے بچوں کے ساتھ کلاس شروع فرمائی۔ آپؒ بچوں سے بے انتہا محبت کرتے تھے

اور ہمہ وقت ان کی تربیت کا خیال آپ کو رہتا تھا۔ اس عالمی کلاس کے ذریعہ باتوں باتوں میں آپؒ نے تربیت کے وہ نکات بیان فرمائے اور وہ گُر سکھائے جس نے دنیا بھر کے احمدی بچوں کو اللہ تعالیٰ اور خلافت احمدیہ کے بہت قریب کر دیا۔ کُل 300 پروگرام ہوئے۔

اس کے علاوہ

☆... فرنچ ملاقات کا آغاز 13/ جولائی 1997ء سے ہوا۔ اس پروگرام میں فرنچ بولنے والے افراد شامل ہوتے۔ اور حضورؒ کے انگریزی میں بیان فرمودہ جوابات کا فرنچ ترجمہ پیش کیا جاتا۔ ایسے کُل 209 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆... بنگلہ ملاقات کا آغاز 19/ اکتوبر 1999ء سے ہوا۔ جس میں بنگلہ بولنے والے افراد شامل ہوتے اور حضورؒ کے ساتھ سوال و جواب کی مجلس ہوتی۔ اور حضورؒ کے جوابات کا بنگلہ ترجمہ پیش کیا جاتا۔ ایسے 128/ پروگرام ہوئے۔

☆... اسی طرح جرمن ملاقات کا آغاز 6/ نومبر 1999ء سے ہوا۔ جس میں جرمن بولنے والے افراد شامل ہوتے اور حضورؒ ان کے سوالات کے جو جوابات انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ان کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا جاتا۔ ایسے کُل 130 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

☆... لجنہ ملاقات کا پروگرام 24/ اکتوبر 1999ء سے شروع ہوا اور 130 پروگرام ہوئے۔

☆... اطفال ملاقات کا آغاز 3/ نومبر 1999ء سے ہوا اور کل 45 پروگرام ریکارڈ ہوئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 25/ جولائی تا 17/ اگست 2003ء صفحہ 25-24)

خطباتِ جمعہ، خطباتِ عیدین، جلسہ ہائے سالانہ اور اجتماعات اور دیگر اہم تقاریب وغیرہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطابات کے علاوہ صرف مذکورہ بالا پروگرام ہی کم و بیش 2724 گھنٹوں کی ریکارڈنگ پر مشتمل تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک پروگرام علم و عرفان اور حکمت کے موتیوں سے مرصّع اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا آئینہ دار تھا۔

بقیہ: بیت اللہ کی تعمیر نَو کے 23 عظیم الشان مقاصد از صفحہ 12

جو مظاہرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا وہ عدیم المثال تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مقام ابراہیم ہے اس مقام سے ہم ایک ایسی اُمت پیدا کریں گے جو لاکھوں کی تعداد میں ہو گی اور ہر زمانہ میں پائی جاتی ہو گی اور اس امت کے کسی فرد کا اگر تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کے ساتھ مقابلہ کرو گے تو اس کو ان سے کم نہیں پاؤ گے۔ نبی کریم ﷺ کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اس قوم نے پیدا ہونا تھا لیکن اس قوت قدسیہ کے جو اثرات ہیں ان کو دنیا میں موثر طریق پر پھیلانے کے لئے قریباً اڑھائی ہزار سال پہلے خانہ کعبہ کی بنیاد از سرِ نو رکھی گئی تھی تو یہاں یہ فرمایا کہ ظاہری شکل حج کے ارکان کی، اس عبادت کی خود ہی ایسی ہے جس کا تعلق محبت سے ہے۔ مثلاً طواف کرنا ہے۔ اب یہ تخیل قریباً ساری اقوام میں پایا جاتا ہے کہ جب کسی کے لئے جان کی قربانی دینا ہوتی ہے تو اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ہمارے بعض بادشاہوں کے متعلق بھی آتا ہے کہ ان میں سے کسی کا بچہ بیمار تھا۔ اس نے اس کا طواف کیا اور دعا کی میری زندگی اس کو مل جائے۔ پس جان قربان کرنے کا جو تخیل ہے وہ طواف کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ یہاں سے ایک ایسی قوم پیدا کی جائے گی جو ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی رہے گی اور اس کے آستانہ کا بوسہ لیتی رہے گی۔ ایک طرف وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد کو تازہ رکھنے والی ہو گی اور دوسری طرف وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی قوتِ قدسیہ کو نہایت شان کے ساتھ ظاہر کرنے والی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی ایک قوم پیدا کر دی۔ صرف پہلے زمانہ میں ہی نہیں صرف عرب میں بسنے والوں میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر خطہ میں اور قیامت تک ہر زمانہ میں جو ابراہیمی عشق اور جو ابراہیمی محبت اپنے رب کے لئے رکھیں گے وہ اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانیاں دینے والے ہوں گے۔

(خطبات ناصر صفحہ 634-626۔ خطبہ جمعہ 31 مارچ 1967ء)

اِک سے ہزار ہوویں

خاکسار کے بیٹے عزیزم بسالت احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 15 مئی 2020ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے، الحمد للہ۔ نومولود کا نام ایلیا نور احمد رکھا گیا ہے۔ نومولود کے نانا مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب ابن مکرم چوہدری فیض احمد صاحب آف پنی برگ ہیں۔

(صداقت احمد۔ مبلغ انچارج جرمنی)

خاکسار کے بیٹے عزیزم مکرم ڈاکٹر نبیل احمد صاحب اور مکرمہ ثنا احمد صاحبہ جماعت لانگن کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 31 مئی 2020ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے، الحمد للہ۔ نومولود مکرم ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب آف وہاڑی پاکستان کا نواسہ ہے۔ بچے کا نام ارحم ریان (Arham Rayaan) رکھا گیا ہے۔

(میاں وسیم احمد، زعیم انصار اللہ۔ لانگن)

خاکسار کے بیٹے عزیزم رضوان سمیع کو اللہ تعالیٰ نے 4 جون 2020ء کو بیٹے کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عزیزہ نومولودہ کا نام عنایہ سمیع عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم میاں عبد الغنی صاحب مرحوم آف گوجرانوالہ کی پڑپوتی اور مکرم عبد الرحمان شافعی صاحب آف برلن جرمنی کی نواسی ہے۔ بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

(عبد السمیع۔ حلقہ بیت السبوح فرانکفرٹ)

خاکسار کے بیٹے عزیزم آفاق احمد کو اللہ تعالیٰ نے 15 مارچ 2020ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عزیزہ نومولودہ کا نام تابینہ احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم شیخ عبد اللطیف صاحب آف مراد کلاتھ ہاؤس فیصل آباد کی پڑپوتی اور مکرم شیخ شکیل احمد صاحب حال UK کی نواسی ہے۔ بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

(شیخ مشتاق علی۔ حلقہ مسجد نور فرانکفرٹ)

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی جملہ خاندانوں کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان نومولود بچوں کو والدین کے لئے قرۃ العین، خادم دین اور نافع الناس وجود بنائے، آمین۔

ہجری شمسی کیلنڈر کا ساتواں مہینہ

وفا

مکرم محمد رئیس طاہر صاحب۔ مربی سلسلہ

گزشتہ اقساط میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارنامہ تقویم ہجری شمسی کے اجراء کا ذکر ہو چکا ہے کہ یہ اسلامی کیلنڈر جنوری 1940ء میں متعارف ہوا اور ابتدائی تاریخ اسلام کے اہم واقعات کے مطابق تمام مہینوں کے نام رکھ کر اسے مرتب کیا گیا۔

ماہ وفا کی وجہ تسمیہ

اس کیلنڈر میں ماہ جولائی کا نام وفا رکھا گیا۔ اس کی وجہ تسمیہ اس طرح سے ہے کہ نجد میں غطفان کے قبائل اسلام دشمنی میں مسلسل سر اُٹھاتے تھے اور باوجود کئی بار سرکوبیوں کے اور اسلام کی فتوحات کو دیکھنے کے ابھی تک ان کے دل دشمنی کی آگ میں سلگ رہے تھے۔

چنانچہ جب آنحضرت ﷺ فتح خیبر سے لوٹے تو آپ کو اطلاع پہنچی کہ نجد میں غطفان کے قبیلہ بنوثعلبہ اور ان کی شاخ محارب والے مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپؐ نے چند سو صحابہ کی جمعیت تیار کی اور مدینہ میں حضرت عثمانؓ کو امیر مقرر فرما کر عازم نجد ہوئے۔ قبل اس کے کہ وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچاتے، اسلامی لشکر نے انہیں جالیا۔ آنحضرت ﷺ جب نجد میں السعد اور الشقرہ مقامات کے درمیان ایک جگہ نخل کے مقام پر پہنچے تو مقابلہ کے لئے کفار بھی اچھی خاصی تعداد میں نکل آئے۔ فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل صف آرا ہو گئے لیکن قبل اس کے کہ باقاعدہ جنگ شروع ہوتی، غطفانی ڈر گئے اور پلٹ کر پہاڑوں پر منتشر ہو گئے۔ یہاں آنحضرت ﷺ نے دو رکعت نمازِ خوف بھی ادا کی۔

یہ غزوہ جولائی کے مہینہ میں ہوا تھا جس میں سفر کی شدت اور سواری کی کمی کی وجہ سے پیدل چلنے کے باعث صحابہؓ کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے۔ اور بعض صحابہ کے پاؤں کے ناخن بھی جھڑ گئے تھے۔ انہوں نے اپنے کپڑوں سے پیروں پر پٹیاں باندھ کر یہ راستہ طے کیا۔ اس وجہ سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع (پٹیوں والا غزوہ) مشہور ہو گیا۔ اس غزوہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے غیر معمولی صدق و وفا اور تسلیم و رضا کا نمونہ دکھایا۔ انہی وفا کے پتلوں کی وفا کی زندہ داستان کی یاد میں جولائی یعنی سال کے ساتویں مہینہ کا نام وفا رکھا گیا۔

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنی زندگیوں میں صبر و رضا، اخلاص و وفا اور ایثار و قربانی کی ایسی داستانیں رقم کرتے رہے جو اس سے قبل چشم فلک نے نہیں دیکھی تھیں۔ رسولؐ اللہ کی محبت میں جان، مال، اولاد، ماں، باپ، وطن، قبیلہ، عزت و آبرو غرض اپنی ہر عزیز ترین متاع سے دستبردار ہو گئے۔ ایسے ہی جاں نثار ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور محبت کی ایسی سند عطا فرمائی کہ انہیں رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کا عظیم اعزاز عطا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے اصحاب کی چھوٹی بڑی ہر قربانی کی بہت قدر فرمائی۔ محب اور محبوب کے اس تعلق کی مثال تاریخ عالم میں کہیں نہ ملے گی۔

رسول کریمؐ نے فرمایا اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُوۡمِ بِاَیِّہِمُ اقۡتَدَیۡتُمۡ اِہۡتَدَیۡتُمۡ کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح روشن ہیں ان میں سے جس کی بھی تم پیروی کرو گے ہدایت پاجاؤ گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی قوت قدسی سے ان لوگوں کو خاک سے ثریا بنا دیا۔ ان کو باخدا بلکہ خدا نما بنا دیا۔ عبادت و اطاعت میں بے مثل بنا دیا۔ شجاعت اور بہادری میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ وہ عرب جو اونٹ کو پہلے پانی پلانے پر سالہا سال برسرپیکار رہتے تھے۔ اب میدان جنگ میں خود پانی نہیں پیتے پہلا دوسرے زخمی کو اور دوسرا تیسرے زخمی کو پانی پلانا چاہتا ہے۔ اسی ایثار اور اخوت میں تینوں زخمی مجاہد شہید ہو جاتے ہیں اور وفا و ایثار کی لافانی داستان رقم کر دیتے ہیں۔

جمال ہم نشیں بر من اثر کرد
وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

صحابہ رسول کو ان کے محبوب کی صحبت نے نیک سیرت اور مجموعہ جلال و جمال بنا دیا تھا۔ خاکی سے نوری وجود بن گئے۔ رشک ملائک ہو گئے۔

حضرت خدیجہؓ نے بھی وفا کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں کہ رہتی دنیا تک آپ مشعل راہ بن کر سالکین کے لئے ہدایت کا سامان کر گئیں۔ آپؓ نے اپنا گھر، اپنے اموال، اپنے غلام اور سب کچھ آپؐ پر نثار کر دیا۔ اسلام اور توحید کی خاطر وہ تمام دباؤ اور صعوبتیں برداشت کیں جو دیگر مسلمانوں کو برداشت کرنی پڑیں۔ حضرت سیدہ خدیجہؓ تین سال تک شعب ابی طالب کے مصائب بھی برداشت کرتی رہیں یہ قید اور پابندیاں اتنی شدید تھیں کہ یہاں سے رہائی کے چند ماہ بعد حضرت سیدہ خدیجہؓ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ لیکن وفا کا عظیم الشان عملی درس دے گئیں۔

سب مسلمانوں کو مکہ کے باہر ایک تنگ پہاڑی گھاٹی شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ ان کے پاس آمد و رفت میل جول اور خوراک پہنچانے پر سخت پہرہ بٹھا دیا گیا۔ یہ پابندیاں بہت سخت تھیں۔ اصحاب رسول

بھوک سے نڈھال ہوجاتے۔ بچے بھوک سے بلکتے تو ان کی آوازیں وادی سے باہر تک سنی جاتیں۔مسلمان درختوں کے پتے اور جڑیں کھانے پر مجبور ہوگئے۔ اہل اسلام نے تین برس تک یہ بھوک پیاس اور سختیاں برداشت کیں مگر ایک شخص بھی اپنے ایمان سے پیچھے نہ ہٹا۔

حضرت عمارؓ اور ان کے والد حضرت یاسرؓ اور ان کی والدہ حضرت سمیّہ ابتدائی ایمان لانے والوں میں سے تھے۔حضرت سمیّہ کسی وقت بنی مخزوم کی غلامی میں رہ چکی تھیں بنی مخزوم آپ کو اتنی تکالیف دیتے تھے کہ ان کا حال پڑھ کر بدن پر لرزہ پڑنے لگتا ہے۔ ایک دفعہ جب ان فدایان اسلام کی جماعت کسی جسمانی عذاب میں مبتلا تھی اتفاقاً آنحضرت ﷺ کا بھی ادھر سے گزر ہوا۔ آپؐ نے ان کی طرف دیکھا اور دردمندانہ لہجہ میں فرمایا صَبْرًا اٰلَ یَاسِرَ فَاِنَّ مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃَ۔ اے آلِ یاسر صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا نے تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلے میں تمہارے لئے جنّت تیار کر رکھی ہے‘‘۔حضرت یاسرؓ تو اسی تکلیف کی حالت میں شہید ہوگئے اور بوڑھی سمیّہؓ کی ران میں ظالم ابوجہل نے اس بے دردی سے نیزہ مارا کہ وہ آپؓ کے جسم کے پار ہوگیا اور اس بے گناہ خاتون نے اسی جگہ تڑپتے ہوئے جان دے دی لیکن اپنے آقا سے بے وفائی نہ کی۔

جنگ بدر کفر اور اسلام کا پہلا معرکہ تھا۔ جنگ کے آثار دیکھ کر حضور ﷺ نے انصار مدینہ سے مشورہ چاہا۔ قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم ہر حال میں آپؐ کا حکم مانیں گے۔ اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو خدا کی قسم ہم میں سے ایک بھی شخص پیچھے نہیں رہے گا۔ حضرت مقداد بن اسودؓ نے عرض کیا ’’یارسول اللہ! ہم موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ اے موسیٰ جا تو اور تیرا خدا جا کر لڑائی کرو۔ بلکہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے آپؐ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکے گا جب تک وہ ہم سب کی لاشوں کو روندتے ہوئے نہ گزرے‘‘۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غزوہ تبوک کے موقع پر اپنے گھر کا کل اثاثہ اسلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آنحضرتؐ کے دریافت فرمانے پر کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو آپؓ نے عرض کیا خدا اور اس کے رسول کا نام۔ (ترمذی مناقب ابی بکر حدیث نمبر 3684) رسول اللہ نے فرمایا: ’’لوگوں میں سے اپنی جان اور مال کے ذریعے مجھ پر سب سے زیادہ احسانات ابوبکرؓ کے ہیں‘‘۔

(طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ 330)

صحابہؓ کا خون پانی کی طرح بہایا گیا ان کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا گیا مگر وہ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنے وارثوں کو ایک ہی نصیحت کرتے رہے کہ جب تک ہم زندہ رہے ہم نے رسول اللہ کی حفاظت کی تم اپنی زندگیوں میں رسول اللہ کو آنچ نہ آنے دینا۔

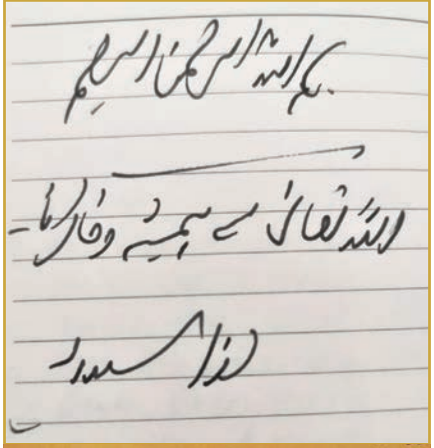

حضور انور کی عزیزم فائز احمد متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی کو ایک نصیحت

سعد بن ربیع انصاریؓ کو تلوار کے بارہ زخم لگے۔ انہوں نے شہادت سے قبل اپنے قبیلہ والوں کو پیغام دیا کہ رسول اللہ کو میرا اسلام پہنچانا اور اے میرے قبیلے والو! تم نے جو عہد کیا ہے اس سے کبھی منہ نہ موڑنا۔ یہ کہہ کر آپ نے کلمہ پڑھا اور اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔حضرت زید بن حارثؓ نے آپؐ کی محبت اور وفا میں اپنے ماں باپ کو چھوڑنا گوارا کر لیا مگر آپؐ کی رفاقت کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے اور پوری طرح وفا کا نمونہ دکھایا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ امیر گھرانے کے فرد تھے۔ انہوں نے قبول اسلام کے بعد شہزادگی چھوڑ کر درویشی اختیار کر لی تھی۔ ایک دن آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں پیوند شدہ کپڑوں میں آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے مصعب کو اس زمانے میں بھی دیکھا کہ سارے مکہ میں ان سے زیادہ امیر اور خوشحال اور کوئی نہ تھا۔ مگر خدا اور رسول کی محبت نے ان کو اس حال تک پہنچایا ہے۔ میدان احد میں شہادت کے بعد ان کو کفن اوڑھایا گیا تو کفن کی لمبائی ان کے قد سے کم تھی سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہوجاتا۔حضور ﷺ نے فرمایا سر ڈھانک دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔

بئر معونہ کے معرکہ میں حضرت عامر بن فہیرہؓ پر نیزے کا کاری زخم لگا تو انہوں نے بلند آواز سے فرمایا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ

یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا ہوں اللہ کی راہ میں جان دینا وہ اپنے لئے کامیابی اور خوشی کا باعث سمجھتے تھے۔ وفا کی انہی داستانوں کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’صحابہ کرام کے حالات دیکھ کر تعجب آتا ہے کہ انہوں نے نہ گرمی دیکھی نہ سردی، نہ عزت دیکھی اور نہ آبرو، وہ بھیڑ بکریوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ذبح کئے گئے۔ کوئی قوم، کوئی مذہب ایسا دنیا میں ہے جو سچی قربانیوں کی مثال صحابہ سے بڑھ کر دکھلا سکے؟‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 336)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ انہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقوش قدم پر چلنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’وفا کے معیار حاصل کرنے کے لیے بھی کوشش تو ہے ایک لیکن ساتھ ہی دعا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ضروری ہے۔ جب تک دعا نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق نہیں ہوگا اور اپنی وفا کے معیار کو بڑھانے کے لیے اس کی مدد کے طلبگار نہیں ہوں گے اس وقت تک صرف اپنے عمل سے ہی وفا حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے عمل کے ساتھ دعا بہت ضروری ہے اور خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کا پیار اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا ہوگا۔ اس بات کو آپ ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ پس یاد رکھیں کہ یہ وفا

باقی صفحہ 40 پر

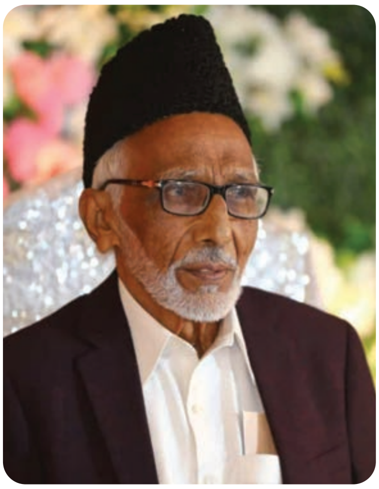

اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

محترم ماسٹر عبدالسمیع خان کاٹھگڑھی صاحب کی رحلت

محمد انیس دیالگڑھی

نہایت سادہ، منکسر المزاج، شفیق اور دعا گو وجود ہم سے بچھڑ گیا۔ ابھی چند لمحے قبل (6 جولائی 2020ء) یہ افسوسناک خبر سننے کو ملی کہ دنیا بھر میں پھیلے ہزاروں احمدیوں کے ہر دلعزیز استاد مکرم ومحترم ماسٹر عبدالسمیع صاحب کاٹھگڑھی سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ بعمر 82 سال وفات پاگئے۔ اناللہ انا الیہ راجعون

مکرم ماسٹر صاحب مرحوم 1937ء میں قادیان کے محلہ دارالفضل میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مکرم عبدالرحیم صاحب کاٹھگڑھی سلسلہ کے پرانے خدمت گزاروں میں سے تھے۔ آپ کے دادا حضرت چوہدری عبدالسلام صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر 1903ء میں بیعت کرنے کی سعادت پائی اور صحابی ہونے کے اعزاز سے مشرف ہوئے۔ آپ کی تعلیم کا آغاز اگرچہ قادیان میں ہی ہوا تاہم میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے کیا۔ 1960ء میں بی ایس سی کرنے کے بعد اسی سال بطور عارضی استاد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں پڑھانا شروع کیا، 1962ء میں بی ایڈ کیا اور باقاعدہ استاد مقرر ہوئے۔ 1969ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم ایڈ کیا تو سینئر استاد کے طور پر ترقی پائی۔ پھر یکم اکتوبر 1972ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ تعلیم الاسلام سکول کے قومیائے جانے کے چند سال بعد آپ کا تبادلہ مختلف شہروں کے مختلف سکولوں میں ہوتا رہا۔ 1997ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد بھی آپ کسی نہ کسی رنگ میں تعلیم وتدریس کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی یہ گراں قدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد بلامبالغہ بے شمار ہے جو دنیا کے ہر ملک میں موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کو چند منٹ بھی نہیں گذرے ہوں گے کہ دنیا کے کونے کونے سے درد بھرے افسوس کے پیغام آنے شروع ہوگئے۔ آپ کی وفات پر آپ کا ہر شاگرد افسردہ اور غمناک ہے اور آنکھ آپ کی جدائی کے تصور سے نمناک ہے اور ایسا کیوں نہ ہو، اس بزرگ استاد نے نہایت محبت، محنت اور دلجمعی کے ساتھ پڑھایا اور پڑھاتے وقت کسی روایتی سختی، ڈانٹ یا غصہ سے کام نہیں لیا۔ ان کے انداز سے پتہ چلتا تھا کہ ان کی دلی خواہش صرف اور صرف یہ ہوتی کہ جو کچھ ان کے سینے میں ہے وہ دوسروں کے ذہنوں میں منتقل ہوجائے اور علم کی شمع ہر حال میں روشن رہے اور ایسا ہی ہوا۔ آج ان کے شاگرد دنیا کے ہر کونے میں اس شمع کے ذریعے ان بزرگ اساتذہ کے ناموں کو چار چاند لگا رہے ہیں اور کسی نہ کسی رنگ میں انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں اور دنیا کے لئے مفید وجود ہیں۔ یقیناً یہ ان اساتذہ کی کوشش اور ان کا صدقہ جاریہ ہے جو اگلے جہان میں ان کے درجات کی بلندی اور مغفرت کا باعث ہوگا۔

مکرم ماسٹر صاحب کے ایک ہونہار شاگرد مکرم ڈاکٹر عمران احمد صاحب، فضل عمر ہسپتال ربوہ نے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

’’یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ ہمارے نہایت شفیق استاد ماسٹر عبدالسمیع صاحب وفات پاگئے ہیں۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

اگر ادارے سنگ وخشت کا ہی نام ہوتا تو ہم بہت تہی دست تھے کہ ہم نے کچے کمروں اور ٹاٹ والے سکولوں سے اپنا تعلیمی سفر شروع کیا لیکن یہ ہماری خوش بختی ہے کہ ہمیں شروع سے ہی محنتی بلند کردار بے لوث اساتذہ میسر آئے جو ان اداروں کی اصل زینت تھے اور ماسٹر سمیع صاحب اس کا Symbol تھے ماسٹر صاحب نے ہمیں میتھ نویں دسویں میں پڑھانا شروع کیا۔ انداز سادہ اور متاثر کن تھا جب تک طالب علم کو سبق ازبر نہ ہو جائے آگے نہیں چلتے تھے، شفیق اتنے کہ جب کبھی علامتاً سزا دینی پڑ جائے تو ایک ہاتھ جتنی سوٹی اتنا قریب لا کر مارتے کہ جیسے ہاتھ ملا رہے ہوں۔ ہم نے میٹرک کیا، سکول نیشنلائز ہوگیا اور ماسٹر صاحب کو دور دراز جگہوں پر ڈیوٹی کرنا پڑی لیکن اپنے شاگردوں سے اتنے attach تھے کہ پرانے شاگردوں کو جب راستے میں ملتے تو انہیں ان کا میٹرک پاس کرنے کا سال خود بتاتے۔ ع

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

مادہ پرستی کے اس عہد بے ظرف میں آج بھی ہمارے تعلیمی اداروں کے اساتذہ ان کے نقوش قدم پر اس روایت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مرحوم استاد کو اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے جو صحرا کی فضاؤں میں پھول اور شب کی راہوں میں چراغ کی مانند تھے‘‘۔

آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں ہوئی۔

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی اس بزرگ شخصیت کی وفات پر ان کے تمام پسماندگان سے جن میں ان کے شاگرد بھی شامل ہیں، دلی افسوس اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے، آمین۔

مقصود احمد علوی، جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں
نُورِ خدا

انبیائے کرام علیہ السلام کو آسمانی بادشاہت عطا کی جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے رنگ میں رنگین ہو کر مخلوق خدا کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ ان صفات ربّانی میں سے ایک عظیم الشان صفت اللہ نور السّموات والارض کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ یوں تو تمام انبیاء علیہم السلام کو ہی یہ نورانی صفات عطا ہوتی ہیں مگر ان میں سے سب سے اکمل و اعلیٰ فرد ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں مجسم نور کہا ہے۔

نور لائے آسماں سے، خود بھی وہ اک نور تھے

ہمارے اِس آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے حضرت امام مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے مثیل کامل بھی تھے گویا مجسم نور ہونے کے اعتبار سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مطاع کے مثیل تھے، آپ کا وجود، آپ کا دل و دماغ اور قلب و روح نور ہی نور تھا۔ چنانچہ دین اسلام کے احیائے نو کی ذمہ داری سپرد کئے جانے کے بعد اپنی پہلی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں:

”اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام واشاعتِ نُور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 ص 6)

اسی کتاب میں مزید فرماتے ہیں:

”دوسرا نشان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو اُن نوروں سے خاص کیا ہے جو برگزیدہ بندوں کو ملتے ہیں جن کا دوسرے لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 ص 14 حاشیہ)

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ باتیں محض دعوے کی حد تک نہ تھیں بلکہ آپ کو دیکھنے والوں نے اس بات کی گواہی دی کہ آپ **نورهم يسعى بين ايدهم و بايمانهم** کے حقیقی مصداق تھے اور یہ کہ آپ کے چہرے پر برسنے والا خدائی نور آپ کے صدق پر مہر تصدیق ثبت کرتا تھا۔ ایسے بہت سے واقعات تاریخ احمدیت کا حصہ ہیں کہ لوگ آپؑ کے پاس آتے اور آپ کا چہرہ دیکھتے ہی آپؑ کی بیعت سے مشرف ہو جاتے یہاں تک کہ بعض شدید مخالفین جو بد ارادے سے قادیان آئے لیکن آپ کے نورانی چہرے کو دیکھتے ہی آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ کی آپ علیہ السلام سے پہلی ملاقات کا ذکر اس طرح سے ملتا ہے کہ جب آپؓ قادیان پہنچے اور یکہ بان نے گلی میں بیٹھے مرزا امام دین صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ مرزا صاحب بیٹھے ہیں تو اُنہیں دیکھ کر آپ کے دل میں سخت انقباض پیدا ہوا اور آپؓ اُسی وقت واپس جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن جلد ہی یہ غلط فہمی دور ہو گئی اور آپؓ کو حضور علیہ السلام کا پیغام ملا کہ نمازِ عصر کے وقت آپ ملاقات کریں۔ اِس پر آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور انتظار کرنے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسجد میں تشریف لانے پر اپنی دلی کیفیت کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ یوں بیان فرماتے ہیں:

”آپ اُس وقت سیڑھیوں سے اُترے تو مَیں نے دیکھتے ہی دل میں کہا کہ یہی مرزا ہے اور اِس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں۔

(حیاتِ نور مصنفہ عبد القادر سوداگرمل صفحہ 116، مطبوعہ 2003)

ایک عالم گواہ ہے کہ آپ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سارے ہی قربان ہو گئے۔

جماعت کپور تھلہ کے معروف بزرگ صحابی حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں احمدیت کے خلاف کئی دلائل پیش کئے مگر منشی اروڑے خان صاحب مرحومؓ نے ان کو ایک فقرے میں ہی رد کر دیا۔ انہوں نے کہا مولوی صاحب کے دلائل کا جواب تو کسی مولوی سے پوچھیں میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ جو چہرہ میں نے دیکھا ہے وہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

(الفضل قادیان 28 اگست 1941ء)

آپ سے بالمشافہ ملاقات کی سعادت پانے والے تو آپ کے نورانی وجود کا مشاہدہ کرتے ہی تھے، آپ علیہ السلام کی تصویر بھی دیکھنے والے سعادت مند اور نیک فطرت بھی بے تاب ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور ان کے دل حسرت کے جذبات سے بھر جاتے ہیں کہ کاش ہم بھی آپ کے وقت میں ہوتے اور خدا کے اِس نور کو دیکھتے، آپ کو چھوتے، ہاتھ ملاتے اور آپ سے فیضیاب ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ جنہیں امریکہ کے اولین مبشر احمدیت ہونے کا اعزاز حاصل ہے، اپنی معروف تصنیف ”ذکرِ حبیب“ میں امریکہ میں تبلیغ اسلام کے ابتدائی دنوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

باقی صفحہ 46 پر

تعلیمی کامیابیوں کا سفر

مکرم ڈاکٹر محمد محسن بھٹی صاحب کے ساتھ ایک گفتگو

مکرم ڈاکٹر محمد محسن بھٹی صاحب بچپن میں جرمنی آئے، پرائمری سکول سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور میڈیکل کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ دورانِ تعلیم ہی موصوف کی شادی ہوئی۔ جب تعلیم مکمل ہوئی تو اس وقت آپ تین بچوں کے باپ بھی تھے۔ تعلیم اور اہل و عیال کی ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ رزق حلال بھی کمایا اور جماعتی خدمات میں بھی پیش پیش رہے۔ ان تمام پہلوؤں سے موصوف کے حالاتِ زندگی ایک قابل تقلید مثال ہیں۔ ایسے اور بھی بہت سے نوجوان ہیں جو نوعمری میں جرمنی آئے اور نامساعد حالات اور مشکلات کے باوجود اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اخبار احمدیہ جرمنی ایسے پُرعزم اور باہمت نوجوانوں کی داستانیں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کر رہا ہے۔ یہ مضمون اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔(ادارہ)

خاکسار تین دسمبر 1980ء کو فیصل آباد پاکستان میں پیدا ہوا۔ ہم چار بھائی ہیں۔ ہمارے والد مکرم محمد یونس بھٹی صاحب واپڈا میں ویلڈر تھے۔ دادا جان کا نام محمد ایوب صاحب ہے جنہیں خلافت ثانیہ میں بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور ہمارے خاندان میں احمدیت آئی۔ بیعت کے وقت ہمارے دادا جان سارچور (ضلع گورداسپور) میں مقیم تھے بعد میں کچھ عرصہ پنجاب اور اس کے بعد سندھ میں گزارا اس کے بعد فیصل آباد (ورکشاپ مقصود آباد) آکر آباد ہوئے بعد ازاں میرے والد صاحب نے مع اہل و عیال ربوہ میں رہائش اختیار کر لی جبکہ دادا ابھی تک فیصل آباد کے نواحی گاؤں میں ہی مقیم ہیں۔ ہم لوگ ربوہ آنے کے بعد محلہ دارالعلوم اور پھر ناصر آباد میں رہائش پذیر رہے۔

والد صاحب 1988ء میں اکیلے ہمبرگ آئے تھے۔ 1989ء میں تمام افراد خانہ جرمنی کے شہر کولون آگئے۔ جرمنی آنے سے قبل خاکسار نے تعلیم الاسلام پرائمری سکول ربوہ سے پانچویں کلاس کا امتحان پاس کیا تھا لیکن جرمنی میں تیسری کلاس میں داخلہ ملا۔

Altfallregelung کے تحت 1994ء میں ہمیں باقاعدہ رہائشی ویزا مل گیا۔ ابتداء میں ایک عرصہ تک کولون شہر میں رہے پھر اس کی قریبی جماعت Bergischgladbach میں آگئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ 2000ء میں خاکسار نے Abitur کیا۔ اسی سال مجھے Marburg میں داخلہ کی پیشکش ہوئی جس سے میں فائدہ نہ اٹھا سکا کیونکہ یہ پیشکش صرف دو سال کے لئے تھی نیز میں گھر سے دور نہیں جانا چاہتا تھا۔

ہم نے ہمیشہ اپنے ہاتھ سے رزق حلال کمانے کی کوشش کی۔ اس وقت ہم نے کپڑے کا کاروبار شروع کیا۔ 2002ء میں خدا کے فضل سے ہم سب کو جرمن شہریت مل گئی جس کا سب سے پہلا فائدہ یہ ہوا کہ 2003ء میں مجھے عمرہ ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خاکسار جنوری 2004ء میں شادی کی غرض سے پاکستان گیا اور فروری میں بیگم کے ہمراہ واپس جرمنی آ گیا۔ اس وقت خاکسار پیزہ شاپ میں کام کرتا تھا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ فرمان موصول ہوا کہ تمام احمدی ممنوعہ اور حرام اشیاء سے تعلق رکھنے والا کام چھوڑ دیں تو خاکسار نے بھی حضور انور کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے کام چھوڑ دیا۔ دو تین دن بعد خاکسار کو کولون یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا۔ میرے لئے یہ بہت بڑا معجزہ تھا اور محض خلیفہ وقت کی دعاؤں اور فرمانِ خلافت پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ انعام عطا فرمایا تھا۔

تعلیم کا آغاز کولون یونیورسٹی سے 11 اکتوبر 2004ء کو ہوا۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی سے نوازا، الحمد للہ۔ اگلے ہی سال 2005ء میں پاکستان میں جب زلزلہ آیا اس وقت میں ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے مظفر آباد پاکستان طبی خدمات کے لئے بھجوایا گیا۔ آزاد کشمیر کے علاقہ ’باغ‘ میں خدمت کی توفیق ملی۔ مکرم میجر شاہد سعدی صاحب، نائب ناظر امور عامہ ہمارے کیمپ کے انچارج تھے۔ یہاں یوکے، بیلجیئم اور یو ایس اے کے ڈاکٹروں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا اُن کے جانے کے بعد مجھے وہاں کا میڈیکل انچارج بنا دیا گیا حالانکہ میں ابھی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہا تھا اور باقاعدہ ڈاکٹر نہیں بنا تھا۔ وہاں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت جس کی عمر 50 سال سے زائد ہوگی بہت دور سے پیدل چل کر آئی تھی جب وہ کلینک پہنچی تو وہ بند تھا، اس عورت نے مایوسی کے عالم میں کہا کہ میں آج صبح چلی تھی اور اب یہاں پہنچی ہوں میں ڈاکٹر محسن کا نام سن کر آئی ہوں۔ مجھے علم ہوا تو اس کے لئے کلینک کھولا اور اس کا معائنہ کر کے دوا دی۔ وہ بڑی مروت اور اخلاص سے پیش آئی۔ میرے وہاں قیام کے دوران نیشنل امیر صاحب جرمنی بھی ہمارا کلینک دیکھنے آئے تھے۔

وہاں ادویات کا ایک خیمہ تھا جس میں ادویات کا ڈھیر بے ترتیبی سے پڑا تھا جن پر لاطینی، سپینش، جرمن اور

انگریزی زبان میں نام و دیگر تفصیلات لکھی تھیں۔ خدا کے فضل سے میں ان تمام زبانوں کو کچھ کچھ سمجھتا تھا لہٰذا ان کو ترتیب دیا جس کی وجہ سے بڑی سہولت ہوگئی۔ وہاں جماعت کی برکت سے مریضوں کو وسیع پیمانے پر طبّی سہولیات میسر آئیں۔

اس کے بعد اسلام آباد کے ایک کیمپ میں بھی کام کرنے کا موقع ملا جہاں ایک جرمن احمدی جو انگلستان کے رہائشی تھے اور وہاں خدمت کر رہے تھے وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ شکر ہے کہ کوئی جرمن بولنے والا ملا۔ مجھے وہاں پانچ ہفتے لگ گئے جس کی وجہ سے میرا ایک سمیسٹر چھوٹ گیا اور میرا تعلیمی دورانیہ بڑھ گیا۔

2005ء میں خاکسار قائد مجلس Bergrisch Gladbach منتخب ہوا۔ اس سے پہلے ریجنل خدام الاحمدیہ میں بھی بطور معتمد خدمت کی توفیق ملی۔ پھر مجھے مقامی جماعت میں بطور سیکرٹری تبلیغ۔ بطور قائد مجلس اور سیکرٹری وقفِ نو خدمت کا موقع ملا۔ اس وقت تعلیم کے ساتھ باقاعدہ کام بھی جاری رہا۔ 2006ء میں سمسٹر کے اختتام پر اناٹومی کا امتحان لینے والے پروفیسر کے بارہ میں مشہور تھا کہ وہ بہت مشکل سوال پوچھتا ہے اور کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا میں دعا کر کے سویا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خواب میں آئے اور مجھے پکڑ کے پروفیسر صاحب کے پاس بٹھایا اور کہا کہ آپ اس کو کیا سمجھتے ہیں یہ آپ سے بہتر ہے۔ پھر کیا ہوا کہ امتحان ہوا جس میں مَیں پہلی مرتبہ ہی کامیاب ہوگیا۔

تعلیم کے دوران ہی 30 مارچ 2007ء کو Bergrisch Gladbach کے ایک ہسپتال میں نرسنگ کا کام ملا۔ جس کی تنخواہ صرف ایک ہزار یورو تھی اور گزارہ مشکل تھا تاہم میں مستقل مزاجی سے یہ کام کرتا رہا کیونکہ گھر کے اخراجات بھی تو چلانے تھے۔ ہفتہ کے تمام دن یونیورسٹی جاتا اور جمعہ کی شام کو ہسپتال میں ڈیوٹی کرتا تھا اور باقی وقت جماعتی خدمت میں صَرف ہوتا تھا۔ یہاں پھر میرے دو سمسٹر ضائع گئے۔ مگر جماعتی خدمت کی بدولت اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل نازل ہوئے۔ 2007ء میں پہلا اور 2009ء میں دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ 2013ء میں بطور ڈاکٹر امتحان پاس کیا۔ جس کے بعد میں نے بارہ جگہوں پر بطور ڈاکٹر کام کے لئے درخواستیں جمع کرائیں۔ Universitätsklinikum Münster کی طرف سے کام کی پیشکش ہوئی جو مجھے اس وجہ سے منظور نہ تھی کہ مَیں ایمرجنسی ڈاکٹر (Notarzt) بننا چاہتا تھا جس کے لئے عموماً 18 ماہ درکار ہوتے ہیں مگر انہوں نے یہ کورس پانچ سال میں کروانے کی پیشکش کی تھی۔ خاکسار جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی کے لئے ہر صورت میں ایمرجنسی ڈاکٹر کا کورس کرنا چاہتا تھا۔ کچھ ہی عرصہ بعد Engelskirchen کے ہسپتال کی پیشکش کو قبول کرتے ہوئے میں نے وہاں کام شروع کر دیا کیونکہ یہاں میں کم عرصہ میں ایمرجنسی ڈاکٹر بن سکتا تھا۔ یکم اگست 2013ء سے وہاں کام شروع کیا پھر جلد ہی مجھے ایمرجنسی ڈاکٹر (Notarzt) کی سند مل گئی اور 2015ء سے جلسہ پر بطور ایمرجنسی ڈاکٹر ڈیوٹی کی توفیق پا رہا ہوں، الحمدللہ۔

2017ء میں مجھے Eitorf شہر میں Oberarzt کی پیشکش ہوئی۔ اُسے بھی قبول نہ کر سکا کیونکہ وہاں میرے لئے سپیشلسٹ ڈاکٹر بننا ممکن نہ تھا۔ پھر 2018ء میں Engelskirchen میں ہی Facharzt کا امتحان دینے کے بعد ترقی پا کر اسی ہسپتال میں Oberarzt بن گیا اور آج کل وہیں کام کر رہا ہوں، الحمدللہ۔

2005ء میں سارے افراد خانہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے وصیت کر دی۔ میرے ایک بھائی مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب جو وقفِ نو کی مبارک تحریک میں شامل ہیں، اس وقت جامعہ احمدیہ یوکے سے شاہد کرنے کے بعد جرمنی میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی اور چار بیٹوں سے نوازا ہے، الحمدللہ۔

مصروف زندگی کے باوجود بھی خاکسار نے وقت نکال کر اپنی عائلی زندگی اور بچوں پر پوری توجہ دینے اور ان کی تربیت کرنے کی پوری کوشش کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ کوششیں قبول فرمائے اور اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بقیہ: ماہ وفا از صفحہ 36

کے وہ معیار ہیں جو ہم سے اپنے عہد کو پورا کرنے اور وفا کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ معیار ہیں، یہ وفا کے تقاضے ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں۔ یہ وفا کے تقاضے ہیں جو ہمیں عہد پورا کرنے میں مدد دے سکتے ہیں، خاص طور پر ان لوگوں سے جنہوں نے اپنے وقف کو نبھانے کا خاص طور پر عہد کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے خاص طور پر اپنے شاعرانہ کلام میں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک مصرعہ ان کا ہے کہ ؏

"عہد شکنی نہ کرو اہلِ وفا ہو جاؤ"

واقفِ زندگی اور پھر جو مربی اور مبلغ ہے اس کا عہد تو ایک عام احمدی کے عہد سے بہت بڑھ کر ہے کہ آپ نے ایک عہد بیعت بھی کیا ہوا ہے جو ہر احمدی نے کیا ہوا ہے اور ایک وقف کا عہد ہے۔ یہ عہد کیا کہ ہم اپنی زندگیاں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کے پھیلانے کی خاطر وقف کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک کے دل سے یہ آواز اٹھے جو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے شاعرانہ کلام میں فرمائی ہے کہ ؏

"بے وفاؤں میں نہیں ہوں مَیں وفاداروں میں ہوں"

(الفضل انٹرنیشنل 19 نومبر 2019ء صفحہ 9)

جلسہ سالانہ جرمنی اور تنظیمی اجتماعات

امسال دنیا بھر میں کورونا وائرس کی وبائی صورتحال کے پیش نظر جرمنی بھر میں حکومت کی طرف سے کسی بھی نوعیت کے بڑے اجتماعات پر پابندی عائد ہے۔ اس وجہ سے جلسہ سالانہ جرمنی 2020ء و دیگر تنظیمی اجتماعات ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جلسہ سالانہ یوکے 2020ء بھی ملتوی ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ انسانیت کو اس وبا کے اثرات سے محفوظ رکھے اور اس سے جلد نجات عطا فرمائے۔ آمین

حالات حاضرہ

عرفان احمد خان

ملکی و عالمی خبریں

1۔اس ماہ جرمنی کی تاریخ کا ایک بہت بڑا فراڈ سامنے آیا جس کے مطابق کمپنی Wirecard کا 1.9بلین یورو کے غبن کا علم ہوا ہے۔جس کی وجہ سے کمپنی نے عدالت میں دیوالیہ قرار دیئے جانے کی درخواست دی ہے۔ اس کمپنی کے اثاثوں کی مالیت 6 بلین یورو تھی اور اس کا شمار جرمنی کی 30بڑی کمپنیوں میں ہوتا ہے۔ کمپنی نے 1.9بلین یورو فلپائن کے اپنے بنک میں ٹرانسفر کروائے تھے جس کے بارے میں فلپائن کے مرکزی بنک کا کہنا ہے کہ یہ رقم کبھی فلپائن کے فنانس سسٹم کے ذریعہ نہیں بھیجی گئی۔ اس پر کمپنی کے چیئرمین Markus Braun جن کا تعلق آسٹریا سے ہے،نے استعفادے دیا تھا اور کمپنی کے مینجمنٹ بورڈ نے چیئرمین کے دستِ راست Jan Marsalek کو برطرف کر دیا تھا۔سابق چیئرمین مسٹر مارکوس براؤن کو گرفتار کر لیا گیا تھا مگر بعد میں عدالت نے ان کو 5ملین یورو کی ضمانت کے عوض رہا کر دیا۔ کمپنی کے اکاؤنٹ فلپائن کے دو بڑے بنکوں Banco de Oro Universal Bank اور Bank of the Philippine Islands میں تھے۔ جنوبی مشرقی ایشیا میں کمپنی کے سابق فنانشل ڈائریکٹر Edo Kurniawan سے سنگاپور کی پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

2۔ عالمی ادارہ صحت WHO جس کے بجٹ کا بڑا حصہ امریکہ ادا کرتا تھا حال ہی میں WHO کو دیئے جانے والے ان فنڈز کی امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی طرف سے بندش کے بعد اس ادارے کو مالی مشکلات کا خدشہ تھا لیکن جرمنی اور فرانس نے مل کر اس کمی کو پورا کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جرمنی نے 560ملین ڈالر دے کر امریکہ کی طرف سے روکی جانے والی رقم کا نقصان پورا کرنے کا اعلان کیا ہے جو جرمنی کی طرف سے اب تک کا سب سے بڑا عطیہ ہے۔ جبکہ فرانس نے مزید 50ملین یورو سالانہ دینے اور 90ملین یورو سے ڈبلیو ایچ او کی اکیڈمی فرانس کے شہر Lyon میں قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ علاوہ ازیں 200ملین یورو کورونا کے امدادی فنڈ میں دینے کا اعلان کیا ہے۔

3۔ انٹرنیٹ کے فوائد کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ کا غلط استعمال معاشرہ کو بگاڑنے میں بھی ایک بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ بچوں اور نوجوانوں کے جرائم میں ملوث ہونے کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بچوں کی پورنوگرافی اور ڈرگ مافیا کی کہانیاں ذرائع ابلاغ میں کثرت کے ساتھ نشر ہو رہی ہیں۔ جرمنی اور آسٹرین پولیس نے مل کر انٹرنیٹ کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کرنے والوں کے خلاف ایک مہم شروع کر رکھی ہے۔ ڈرگ سمگلنگ میں پیسہ کو استعمال کرنے والوں کے خلاف 37 چھاپے مار کر 11 افراد کو گرفتار کیا گیا۔ 1400 پولیس اہلکار اس مہم میں حصہ لے رہے ہیں۔متعدد مقامات پر پولیس کی نظر ہے۔ اس جرم میں ملوث 26سالہ جرمن شہری پولیس کی تحویل میں ہے۔

4۔ ڈبلن معاہدہ کے تحت سیاسی پناہ کے لئے یورپ میں داخل ہونے والوں کے لئے سیاسی پناہ کی درخواست اس ملک میں ہی دینا ضروری ہے جس ملک میں وہ سب سے پہلے پہنچے۔ لیکن جرمنی میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں

جو یورپ میں کسی اور سرحد سے داخل ہوئے لیکن جرمنی آ کر سیاسی پناہ کی درخواست دی۔ ایسے مہاجرین کو جرمن حکومت ان یورپی ممالک میں واپس بھجوانے کا ارادہ رکھتی تھی جہاں سے وہ جرمنی آئے تھے۔ لیکن کورونا وائرس کی وبا کی وجہ سے سارا نظام تعطل کا شکار ہوگیا۔ قانونی لحاظ سے چھ ماہ تک ایسا مہاجر واپس اس ملک نہ بھجوایا جائے جہاں سے وہ جرمنی داخل ہوا ہو تو اس کو جرمنی میں سیاسی پناہ کی درخواست دینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ مارچ 2020ء تک جرمنی میں ایسے کیسز کی تعداد 21700 تھی جن کو جرمن حکومت نے جون تک جرمنی میں قیام کی اجازت دی تھی لیکن اب گرین پارٹی نے Bundesamt سے درخواست کی ہے کہ ان پناہ گزینوں کو جرمنی اسائلم کی اجازت دی جائے۔

5۔ امسال بھی اقوام متحدہ کی طرف سے 20 جون کا دن مہاجرین سے یکجہتی کے اظہار کے لئے منایا گیا۔ دنیا بھر میں اندازاً آٹھ ملین سے زائد افراد جو اس مشکل سے دوچار ہیں، ان میں سے 73فیصد ہمسایہ ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ اقوام متحدہ نے اس دن 900 سے زائد امدادی اور رفاہی تنظیموں کا شکریہ ادا کیا جو UNHCR سے مل کر ان متاثرہ افراد کی مدد کرتی ہیں۔ جرمنی کے وزیر خارجہ نے اپنے ہم وطنوں کو ان افراد کی مدد کرنے کی تحریک کرتے ہوئے بتایا کہ بے گھر افراد میں سے دس فیصد لوگوں کو جرمنی نے چھت مہیا کی۔ کورونا وائرس سے ان لوگوں کے متاثر ہونے کا خدشہ بہت زیادہ ہے جس سے دنیا کو ایک نئی مصیبت کا سامنا ہوگا۔ لہٰذا ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ کونسل آف پروٹسٹنٹ چرچ کے چیئرمین Heinrich Bedford-Strohm نے بھی ان افراد سے ہمدردی اور حسن سلوک سے پیش آنے کی اپیل کی ہے۔

6۔ عالمی مذہبی آزادی کے بارہ میں امریکن کمشن United States Commission on International Religious Freedom نے پاکستان کے بارہ میں اپنی حالیہ رپورٹ میں لکھا ہے 2019ء میں پاکستان میں مذہبی آزادی کا رُجحان مسلسل طور پر منفی رہا ہے۔ توہین رسالت اور احمدی مخالف قوانین کا اطلاق اور مذہبی اقلیتوں سے جبراً مذہب تبدیل کروانے کی پالیسی نے عقیدے کی آزادی کو شدت کے ساتھ محدود کیا ہے۔ UNCIRF ایسے 80 افراد سے آگاہ ہے جو توہین رسالت کی وجہ سے پابند سلاسل رہے ہیں اور جن میں سے کم از کم آدھے افراد کو عمر قید یا موت کی سزا کا سامنا ہے۔ ایسے مقدمات کو ایک جج سے دوسرے جج کے پاس بار بار منتقل کرنے سے تاخیر کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کراچی میں چار عیسائی خواتین پر توہین رسالت کا جھوٹا الزام عائد کئے جانے کے بعد ایک ہجوم کی طرف حملے کے نتیجہ میں تقریباً دو سو خاندانوں کو اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔

احمدی جن کے عقیدے کو بنیادی طور پر غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔ ان کے عقائد کی وجہ سے حکام اور ہجوم دونوں کی طرف سے انہیں اور ان کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ اکتوبر کے مہینے میں ایک 70 سالہ پرانی احمدیہ مسجد کو جزوی طور پر نقصان پہنچایا گیا۔ ایک ہزار سے زائد ہندو، عیسائی اور سکھوں کو جبراً اسلام قبول کروایا گیا۔ مذہبی اقلیتوں کو سماجی طور پر بھی امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑا جس میں معاشی بائیکاٹ کی رپورٹس بھی شامل ہیں۔ مذہبی اقلیتوں پر توہین رسالت کے الزامات معاشرے کی طرف سے ایذا رسانی یا تشدد کے ماحول میں عائد کئے جاتے ہیں۔ 1990ء کے بعد سے توہین رسالت کا الزام لگا کر صرف ہجوم کی طرف سے برپا کئے جانے والے قتل و غارت کے نتیجہ میں 62 افراد کو ان کی زندگیوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔

احمدیوں کو سخت قسم کی پابندیوں کا سامنا ہے۔ ان کو احمدیہ لٹریچر رکھنے پر بھی قید کی سزا دی جاتی ہے۔ سال 2018ء میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے حکم نامہ جاری کیا کہ کسی بھی شخص کو شناختی دستاویز حاصل کرنے کے لئے اپنا مذہب ظاہر کرنا ہوگا۔ سول سوسائٹی کے افراد نے بتایا کہ اس حکم نامہ کا مقصد احمدیوں کو نشانہ بنانا ہے۔

USCIRF نے امریکہ کی حکومت سے مندرجہ ذیل مطالبات کئے ہیں:

I) پاکستان کو مذہبی آزادی کے ضمن میں خصوصی تشویش کا حامل ملک قرار دیا جائے۔

II) حکومت پاکستان کے ساتھ IRFA کی سیشن 405 کے تحت ایک واجب التعمیل معاہدہ کیا جائے۔

III) مذہب یا عقیدہ کی وجہ سے توہین رسالت کے قیدیوں کو رہا کیا جائے۔

IV) توہین رسالت اور احمدی مخالف قوانین کو منسوخ کیا جائے۔

v) تعلیمی نصاب سے مذہبی اقلیتوں کے بارہ میں کسی بھی امتیازی مواد کو نکالا جائے۔

VI) شناختی دستاویزات سے مذہب سے متعلق شخصی شناخت کو نکالا جائے۔

7) جرمنی کی ایک بائیوٹیک کمپنی، فرانکفرٹ ایئرپورٹ اتھارٹی اور لفتھانزا نے مل کر ایئرپورٹ کے ٹرمینل میں کورونا ٹیسٹ سنٹر قائم کیا ہے۔ مسافروں کو قرنطینہ سے بچانے کے لئے یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ فرانکفرٹ آنے اور یہاں سے باہر جانے والے مسافروں کو یہ سہولت سردست جولائی 2021ء تک حاصل رہے گی۔ مسافر سفر شروع کرنے سے ایک روز قبل یہ ٹیسٹ کروا سکیں گے البتہ فاسٹ ٹریک میں سفر کے روز بھی ٹیسٹ کروایا جا سکتا ہے۔

صوبہ نارتھ ویسٹ فالیہ جہاں گوشت کی ایک فیکٹری میں 1300 سے زائد ملازمین کا کورونا ٹیسٹ مثبت آیا تھا، کو صوبائی حکومت نے پابند کر دیا ہے کہ گوشت کی فیکٹری کے ہر ملازم کا ہفتہ میں دو بار کورونا ٹیسٹ کیا جائے گا۔ اسی طرح صوبہ بائرن میں 51 مذبح خانوں کے ملازمین کا کورونا کا ٹیسٹ کیا گیا تو 110 کا ٹیسٹ مثبت آیا۔ جرمنی میں اب تک قریباً دو لاکھ افراد اس وائرس سے متاثر ہوئے ہیں۔ جرمنی کی چانسلر انجیلا میرکل نے شہریوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ وبائی صورتحال میں سنجیدگی کا مظاہرہ کریں اور احتیاطی تدابیر پر عمل کریں کیونکہ ابھی خطرہ ٹلا نہیں ہے۔ جرمنی کے وزیر خارجہ نے بھی ایک بار پھر لاک ڈاؤن کا اندیشہ ظاہر کیا ہے۔

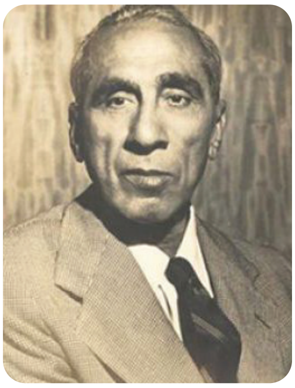

’اخبار میں ضرورت ہے‘

پطرس بخاری کی ایک شوخ تحریر

یہ ایک اشتہار ہے، لیکن چونکہ عام اشتہاروں سے بہت زیادہ طویل ہے اس لئے شروع ہی میں یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوا، ورنہ شاید آپ پہچاننے نہ پاتے۔

میں اشتہار دینے والا ایک روزنامہ اخبار کا ایڈیٹر ہوں۔ چند دن سے ہمارا ایک چھوٹا سا اشتہار اس مضمون کا اخباروں میں یہ نکل رہا ہے کہ ہمیں مترجم اور سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے، یہ غالباً آپ کی نظر سے بھی گزرا ہوگا۔ اس کے جواب میں کئی امیدوار ہمارے پاس پہنچے اور بعض کو تنخواہ وغیرہ چکانے کے بعد ملازم بھی رکھ لیا گیا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ہفتے دو ہفتے سے زیادہ ٹھہرنے نہ پایا۔ آتے کے ساتھ ہی یہ غلط فہمیاں پیدا ہوئیں، اشتہار کا مطلب وہ کچھ اور سمجھے تھے ہمارا مطلب کچھ اور تھا۔ مختصر سے اشتہار میں سب باتیں وضاحت کے ساتھ بیان کرنا مشکل تھا۔

جب رفتہ رفتہ ہمارا اصل مفہوم ان پر واضح ہوا یا ان کی غلط توقعات ہم پر روشن ہوئیں تو تعلقات کشیدہ ہوئے، تلخ کلامی اور بعض اوقات دست درازی تک نوبت پہنچی، اس کے بعد یا تو وہ خود ہی ناشائستہ باتیں ہمارے منہ پر کہہ کر چائے والے کا بل ادا کئے بغیر چل دیئے، یا ہم نے ان کو دھکے مار کر باہر نکال دیا اور وہ باہر کھڑے نعرے لگایا کئے۔ جس پر ہماری اہلیہ نے ہم کو احتیاطاً دوسرے دن دفتر جانے سے روک دیا اور اخبار بغیر لیڈر ہی کے شائع کرنا پڑا، چونکہ اس قسم کی غلط فہمیوں کا سلسلہ ابھی تک بند نہیں ہوا، اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ ہم اپنے مختصر اور مجمل اشتہار کے مفہوم کو وضاحت کے ساتھ بیان کریں کہ ہمیں کس قسم کے آدمی کی تلاش ہے۔ اس کے بعد جس کا دل چاہے ہماری طرف رجوع کرے، جس کا دل نہ چاہے وہ بے شک کوئی پریس الاٹ کرا کے ہمارے مقابلے میں اپنا اخبار نکال لے۔

امیدوار کے لئے سب سے بڑھ کر ضروری یہ ہے کہ وہ کام چور نہ ہو۔ ایک نوجوان کو ہم نے شروع میں ترجمے کا کام دیا، چار دن کے بعد اس سے ایک نوٹ لکھنے کو کہا تو بپھر کر بولے کہ میں مترجم ہوں سب ایڈیٹر نہیں ہوں۔ ایک دوسرے صاحب کو ترجمے کے لئے کہا تو بولے، میں سب ایڈیٹر ہوں مترجم نہیں ہوں ہم سمجھ گئے کہ یہ ناتجربے کار لوگ مترجم اور سب ایڈیٹر کو الگ الگ دو آدمی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے اخبار میں یہ قاعدہ نہیں، ہم سے بحثنے لگے کہ آپ نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ دوسرے صاحب کہنے لگے کہ آپ کے اشتہار میں عطف کا استعمال غلط ہے، ایک تیسرے صاحب نے ہمارے ایمان اور ہمارے صرف ونحو دونوں پر فحش حملے کیے، اس لیے ہم واضح کیے دیتے ہیں کہ ان لوگوں کی ہم کو ہرگز ضرورت نہیں جو ایک سے دوسرا کام کرنے کو اپنی ہتک سمجھتے ہیں اور اس کے لیے صرف نحو کی آڑ لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں جو ملازم ہوں گے انہیں تو وقتاً فوقتاً ساتھ کی دکان سے پان بھی لانے پڑیں گے اور اگر انہیں بحث ہی کرنے کی عادت ہے، تو ہم ابھی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک سب ایڈیٹر کے معنی یہ ہیں، ایڈیٹر کا اسم مخفف، اخبار میں ایک عہدہ دار کا نام جو ایڈیٹر کو پان وغیرہ لا کر دیتا ہے۔

یہ بھی واضح ہے کہ ہمارا اخبار زنانہ اخبار نہیں لہٰذا کوئی خاتون ملازمت کی کوشش نہ فرمائیں۔ پہلے خیال تھا کہ اشتہار میں اس بات کو صاف کر دیا جائے اور لکھ دیا جائے کہ مترجم اور سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے جو مرد ہوں، لیکن پھر خیال آیا کہ لوگ مرد کے معنی شاید جوان مرد سمجھیں اور اہل قلم کی بجائے طرح طرح کے پہلوان، نیشنل گارڈ والے اور مجاہد پٹھان ہمارے دفتر کا رخ کریں۔ پھر یہ بھی خیال آیا کہ آخر عورتیں کیوں آئیں گی، مردوں کی ایسی بھی کیا قلت ہے، لیکن ایک دن ایک خاتون آ ہی گئیں۔ پرزے پر نام لکھ کر بھیجا۔ ہمیں معلوم ہوتا کہ عورت ہے تو بلاتے ہی کیوں؟ لیکن آج کل کم بخت نام سے تو پتہ ہی نہیں چلتا۔ فاطمہ، زبیدہ، عائشہ کچھ ایسا نام ہوتا تو میں غسل خانے کے راستے باہر نکل جاتا، لیکن وہاں تو ناز جھجھروی یا عندلیب گلستانی یا کچھ ایسا فینسی نام تھا۔

آج کل لوگ نام بھی تو عجیب عجیب رکھ لیتے ہیں۔ غلام رسول، احمد دین، مولا داد ایسے لوگ تو ناپید ہی ہو گئے ہیں، جسے دیکھئے نظامی گنجوی اور سعدی شیرازی بنا پھرتا ہے۔ اب تو اس پر بھی شبہ ہونے لگا کہ حرارت عزیزی، نزلہ کھانسی، ثعلب مصری ادیبوں ہی کے نام نہ ہوں، عورت مرد کی تمیز تو کوئی کیا کرے گا۔ بہرحال ہم نے اندر بلایا تو دیکھا کہ عورت ہے۔ دیکھا کے یہ معنی ہیں کہ ان کا برقعہ دیکھا اور حسنِ ظن سے کام لے کر اندازہ لگایا کہ اس کے اندر عورت ہے، ہم نے بصد ادب واحترام کہا کہ ہم خواتین کو ملازم نہیں رکھتے۔ انہوں نے وجہ پوچھی، ہم نے کہا پیچیدگیاں، کہنے لگیں آگے بولیے، ہم نے کہا پیدا ہوتی ہیں۔ بھڑک کر بولیں کہ آپ بھی تو عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے، کیونکہ اس امر کا

ہماری سوانح عمری میں کہیں ذکر نہیں اس لئے ہم تائید تردید کچھ نہ کر سکے۔ میری ولادت کو انہوں نے اپنا تکیہ کلام بنالیا، بہتیرا سمجھایا کہ جو ہونا تھا وہ ہوگیا اور بہرحال میری ولادت کو آپ کی ملازمت سے کیا تعلق؟ اور یہ تو آپ مجھ سے کہہ رہی ہیں، اگر ہمارے پروپرائٹر سے کہیں تو وہ آپ کی اور میری ہم دونوں کی ولادت کے متعلق وہ وہ نظریے بیان کریں گے کہ آپ ہکابکا رہ جائیں۔ خدا خدا کر کے پیچھا چھوٹا۔

ہمارے اخبار میں پروپرائٹر کا احترام سب سے مقدم ہے۔ وہ شہر کے ایک معزز ڈپو ہولڈر ہیں۔ اخبار انہوں نے محض خدمتِ خلق اور رفاہ عام کے لئے جاری کیا ہے، اس لئے یہ ضروری ہے کہ پبلک ان کی شخصیت اور مشاغل سے ہر وقت باخبر رہے۔

چنانچہ ان کے پوتے کا ختنہ، ان کے ماموں کا انتقال، ان کے صاحبزادے کی میٹریکولیشن میں حیرت انگیز کامیابی (حیرت انگیز اس معنوں میں کہ پہلے ہی ریلے میں پاس ہوگئے) ایسے واقعات سے پبلک کو مطلع کرنا ہر سب ایڈیٹر کا فرض ہوگا، نیز ہر اس پریس کانفرنس میں جہاں خورد و نوش کا انتظام بھی ہو، ہمارے پروپرائٹر مع اپنے دو چھوٹے بچوں کے جن میں سے لڑکے کی عمر سات سال اور لڑکی کی پانچ سال ہے شریک ہوں گے، اور بچے فوٹو میں بھی شامل ہوں گے اور اس پر کسی سب ایڈیٹر کو زیرِ لب فقرے کسنے کی اجازت نہ ہوگی۔

یہ بچے بہت ہی ہونہار ہیں اور حالات حاضرہ میں غیر معمولی دلچسپی لیتے ہیں۔ کشمیر کے متعلق پریس کانفرنس ہوئی تو چھوٹی بچی ہندوستانیوں کی ریشہ دوانیوں کا حال سن کر، اتنے زور سے روئی کہ خود سردار ابراہیم اسے گود میں لئے لئے پھرے تو کہیں اس کی طبیعت سنبھلی۔

ہمارے اخبار کا نام ''آسمان'' ہے۔ پیشانی پر یہ مصرعہ مندرج ہے کہ ''آسماں بادل کا پہنے خرقہ دیرینہ ہے'' اس فقرے کو ہٹانے کی کوئی سب ایڈیٹر کوشش نہ فرمائیں کیونکہ یہ خود ہمارے پروپرائٹر صاحب کا انتخاب ہے۔ ہم نے شروع شروع میں ان سے پوچھا بھی تھا کہ صاحب اس مصرعے کا اخبار سے کیا تعلق ہے، کہنے لگے اخبار کا نام آسمان ہے اور اس مصرعے میں بھی آسمان آتا ہے۔ ہم نے کہا بجا، لیکن خاص اس مصرعے میں کیا خوبی ہے؟ کہنے لگے علامہ اقبال کا مصرعہ ہے اور علامہ اقبال سے بڑھ کر شاعر اور کون ہے۔ اس پر ہم چپ ہوگئے۔ پیشانی پر اردو کا سب سے کثیر الاشاعت اخبار بھی لکھا ہے، یہ میرا تجویز کیا ہوا ہے۔ اسے بھی بدلنے کی کوشش نہ کی جائے کیونکہ عمر بھر کی عادت ہے، ہم نے جہاں جہاں ایڈیٹری کی، اپنے اخبار کی پیشانی پر یہ ضرور لکھا۔

بعض امیدوار ایسے بھی آتے ہیں کہ آتے کے ساتھ ہی ہمیں سے سوالات پوچھنے لگتے ہیں۔ ایک سوال بار بار دہراتے ہیں، کہ آپ کے اخبار کی پالیسی کیا ہے؟ جیسے کوئی پوچھے کہ آپ کی ذات کیا ہے۔ ہماری پالیسی میں چند باتیں تو مستقل طور پر شامل ہیں، مثلاً ہم عربوں کے حامی ہیں اور امریکہ سے ہرگز نہیں ڈرتے، چنانچہ ایک دن تو ہم نے پریذیڈنٹ ٹرومین کے نام اپنے اخبار میں ایک کھلی چٹھی بھی شائع کردی، لیکن عام طور پر ہم پالیسی میں جمود کے قائل ہیں، اسی لئے سب ایڈیٹر کو مسلسل ہم سے ہدایات لینی پڑیں گی۔ ہفتہ رواں میں ہماری پالیسی یہ ہے کہ پنڈی کیمپ کے ہیڈ ماسٹر کو موسم سرما سے پہلے پہل یا ترقی دلائی جائے، یا ان کا تبادلہ لاہور کرایا جائے (ان کے لڑکے کی شادی ہمارے پروپرائٹر کی لڑکی سے طے پاچکی ہے اور خیال ہے کہ موسم سرما میں شادی کر دی جائے)

انشا کے متعلق ہمارا خاص طرز عمل ہے اور ہر سب ایڈیٹر اور مترجم کو اس کی مشق بہم پہنچانی پڑے گی۔ مثلاً پاکستان بنا نہیں معرض وجود میں آیا ہے، ہوائی جہاز اڑتا نہیں محو پرواز ہوتا ہے۔ مترجموں کو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا پڑے گا۔ ایک مترجم نے لکھا کہ کل مال روڈ پر دو موٹروں کی ٹکر ہوئی اور تین آدمی مر گئے۔ حالانکہ انہیں کہنا چاہیئے تھے کہ دو موٹروں کے تصادم کا حادثہ رونما ہوا، جس کے نتیجے کے طور پر چند اشخاص جن کی تعداد تین بتائی جاتی ہے، مہلک طور پر مجروح ہوئے۔

لاہور کارپوریشن نے اعلان کیا کہ فلاں تاریخ سے ہر پالتو کتے کے گلے میں پیتل کی ایک ٹکیہ لٹکانی ضروری ہے جس پر کمیٹی کا نمبر لکھا ہوگا۔ ایک مترجم نے یہ ترجمہ یوں کیا کہ ہر کتے کے گلے میں بلّا ہونا چاہیئے، حالانکہ کارپوریشن کا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ ایک جانور کے گلے میں ایک دوسرا جانور لٹکا دیا جائے۔

سینما کے فری پاس سب ایڈیٹر کے مشاہرے میں شامل نہیں۔ یہ پاس ایڈیٹر کے نام آتے ہیں اور وہی ان کو استعمال کرنے کا مجاز ہے، فی الحال پروپرائٹر اور ان کے اہل خانہ کے کام آتے ہیں، لیکن عنقریب اس بارے میں سینما والوں سے ایک نیا سمجھوتہ ہونے والا ہے۔ اگر کوئی سب ایڈیٹر اپنی تحریر کے زور سے کسی سینما والے سے پاس حاصل کرے، تو وہ اس کا اپنا حق ہے لیکن اس بارے میں ایڈیٹر کے ساتھ کوئی مفاہمت کر لی جائے تو بہتر ہوگا۔ علیٰ ہذا جو اشیاء ریویو کے لئے آتی ہیں، مثلاً بالوں کا تیل، عطریات، صابن، ہاضم دوائیاں وغیرہ وغیرہ ان کے بارے میں بھی ایڈیٹر سے تصفیہ کر لینا ہر سب ایڈیٹر کا اخلاقی فرض ہوگا۔

ممکن ہے ان شرائط کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد کوئی شخص بھی ہمارے ہاں ملازمت کرنے کو تیار نہ ہو، اس کا امکان ضرور موجود ہے لیکن ہمارے لئے یہ چنداں پریشانی کا باعث نہ ہوگا۔ ہمارے پروپرائٹر آگے ہی دو تین مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ اسٹاف بہت بڑھ رہا ہے، اسٹاف بہت بڑھ رہا ہے، اور اسی وجہ سے انہوں نے ہماری ترقی بھی روک دی ہے۔ عجب نہیں کہ جب ہم دفتر میں اکیلے رہ جائیں تو وہ ہمیں ترقی دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ وہ اصولاً اسٹاف بڑھانے کے خلاف ہیں، دانشمندانہ انداز میں کہتے ہیں کہ اسٹاف زیادہ ہو تو بات باہر نکل جاتی ہے۔ یہ معلوم کبھی نہیں ہوا کہ کیا بات؟ کون سی بات؟ اپنے ڈپو پر بھی وہ اکیلے ہی کام کرتے ہیں، اور اس کی وجہ بھی یہی بتاتے ہیں کہ ورنہ بات باہر نکل جاتی ہے۔ (مضامین پطرس)

(مرسلہ: سید سعادت احمد)

اُذْكُرُوا مَوْتٰكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم محمد ابراہیم صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

عرفان احمد خان

مکرم محمد ابراہیم صاحب کا شمار ان خوش قسمت احمدیوں میں ہوتا ہے جن کو جرمنی میں نظام جماعت کی تشکیل کے ابتدائی سالوں میں خدمت کرنے کا موقع ملا اور پھر تادم آخر خدمتِ خلق اور خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ جب بھی آپ کو خدمت کے لئے بلایا گیا آپ نے لبیک کہا۔

آپ 1932ء میں قادیان میں مکرم علم دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا آبائی تعلق قادیان کے قریبی ننگل گاؤں سے تھا۔ لیکن آپ کے دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد قادیان منتقل ہوگئے۔ آپ کے دادا کو جب حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو حضورؑ نے نام دریافت فرمایا جس پر انہوں نے بتایا کہ میرا نام کسیٹا ہے۔ حضورؑ نے جواباً فرمایا یہ کیا نام ہوا؟ آج سے آپ کا نام اللہ دتہ ہے۔ چنانچہ اس روز کے بعد آپ نے پیدائشی نام ترک کر کے حضور اقدسؑ کی طرف سے عطا کردہ نام کو رواج دیا۔ مکرم اللہ دتہ صاحب صحابیؓ نے تقسیم ملک کے بعد لاہور میں وفات پائی۔

آپ کے والد علم دین صاحب لنگرخانہ قادیان میں کام کرتے تھے۔ 1947ء میں ہجرت کے وقت آپ اپنے ایک سردار دوست کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔ جس کے بعد محمد ابراہیم صاحب نے اپنی والدہ، دو بہنوں اور ایک بھائی کے ہمراہ ہجرت کی اور جو دھامل بلڈنگ لاہور میں آکر مقیم ہوئے جبکہ آپ کے بڑے بھائی معروف مبلغ سلسلہ مکرم مولانا جلال الدین قمر صاحب مرحوم قادیان سے ہی فریضہ تبلیغ کے لئے فلسطین تشریف لے جا چکے تھے۔ جہاں انہوں نے ارضِ فلسطین میں 16سال بطور مبلغ سلسلہ خدمات سرانجام دیں۔

یہ خاندان لاہور سے چنیوٹ اور پھر ربوہ کیمپوں میں رہائش پذیر ہوا۔ اسی دوران آپ کے ایک دوسرے بھائی مکرم سردار احمد صاحب کو لنگرخانہ ربوہ میں خدمت کے لئے چُن لیا گیا۔ بعد ازاں محمد ابراہیم صاحب مرحوم بھی لنگرخانہ ربوہ میں ملازم ہوگئے۔ دار الضیافت میں خدمت کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو قصرِ خلافت میں باورچی کی ضرورت پڑی تو آپؓ کی نظرِ انتخاب مکرم محمد ابراہیم صاحب پر پڑی۔ چنانچہ موصوف نے عمر کا ایک بڑا حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاس بطور باورچی خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ آپ اپنی اس سعادت کے بارے میں بتایا کرتے تھے کہ میں ہجرت کے بعد ربوہ میں دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا مجھے ایسا کام عطا فرما جس میں ہر وقت خلیفہ وقت کو دیکھ سکوں اور ان کے آس پاس رہوں۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری اس خواہش اور دعا کو قبول کر لیا۔ چنانچہ آپ کو حضورؓ کے سفروں کے دوران جابہ اور مری میں بھی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد آپ نے حضورؓ کی صاحبزادی محترمہ امۃ الرشید صاحبہ اور حضرت مرزا عزیز احمد کے ہاں بھی خدمت کی توفیق پائی۔

آپ کا سارا خاندان ہی جماعتی خدمت کے ساتھ منسلک رہا چنانچہ آپ کی والدہ محترمہ بیگم بی بی صاحبہ کو دفتر لجنہ اماء اللہ میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ خدمت کا یہ سلسلہ 1966ء میں آپ کی وفات تک جاری رہا۔ ان کی بہن محترمہ شریفاں بی بی صاحبہ کو بھی 45سال تک دفتر لجنہ اماء اللہ میں کام کرنے کی توفیق ملی۔

1977ء کے شروع میں آپ جرمنی آ گئے۔ اگلے سال کسرِ صلیب کانفرنس کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرانکفرٹ مشن ہاؤس میں 26روز قیام فرمایا۔ اُس وقت مکرم محمد ابراہیم صاحب نے حضورؒ کے تینوں وقت کا کھانا تیار کرنے کی ڈیوٹی بہت ذمہ داری اور خوش اسلوبی سے ادا کی۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت کا بھی موقع ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی صاحبزادی یاسمین رحمان صاحبہ (مونا) کا رشتہ طے ہونے پر محمد ابراہیم صاحب کو

نہ صرف اطلاع دی اور دعا کے لئے لکھا بلکہ از راہِ شفقت شادی کے موقع پر شرکت کی دعوت بھی دی۔

2005ء کے دورہ کے دوران قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظر مکرم محمد ابراہیم صاحب پر پڑی تو حضور نے ان کو خصوصی شفقت سے نوازا۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے آپ کو بہت محبت وعقیدت تھی اور افراد خاندان کا بھی آپ سے شفقت کا سلوک قابل رشک تھا۔ آپ کے بچوں کی پیدائش، شادی کے مواقع غرض جب بھی خوشی کا موقع آیا، افراد خاندان ان کی خوشیوں میں شریک ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی بڑی بہو کی شادی کے جوڑے پر صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ نے خود اپنے ہاتھ سے گوٹا لگایا۔ علاوہ ازیں جب بھی خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد جرمنی تشریف لاتے تو آپ سے ضرور ملتے اور تحائف دے کر جاتے۔

مکرم محمد ابراہیم صاحب یقیناً اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم جانا۔ آپ کو جب بھی جماعتی خدمت کے لئے کہا جاتا آپ سب کام چھوڑ کر حاضر ہوجاتے۔ جماعت جرمنی کے ابتدائی جلسوں میں مسجد نور فرانکفرٹ کے گراسی پلاٹ میں خیمہ لگا کر پکوائی کا کام کیا جاتا تھا۔ موصوف نے ان مشکل حالات میں بھی اس لنگر خانہ میں پکوائی کی ڈیوٹی دی۔ آپ سلسلہ اور خلافت احمدیہ کے فدائی اور جانثار خادم تھے۔ عبادت گزار، چندوں میں بہت باقاعدہ، مہمان نواز، قناعت پسند اور سلسلہ کے پیسے کا درد رکھنے والے تھے۔ اُنہوں نے اپنی اولاد کی ایک سایہ دار درخت کی طرح پرورش کی۔ آپ کے بڑے بیٹے نفیس الدین مبشر صاحب نے MTA کے آغاز پر دس ہزار روپے چندہ دیا۔ جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ میں دس ہزار روپے کی بجائے غلطی سے دس ہزار مارک کے الفاظ ادا فرمائے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ خلیفہ وقت کی زبان مبارک سے کرنسی مارک کے الفاظ ادا ہوئے ہیں اب آپ نے دس ہزار مارک جمع کر کے ایم ٹی اے میں چندہ دینا ہے۔ چنانچہ آپ نے بچوں کو ساتھ ملا کر کئی سال جلسہ سالانہ پر سٹال لگا کر دس ہزار مارک کی رقم ایم ٹی اے میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ربوہ میں بہشتی مقبرہ نصیر آباد کے لئے جو قطعہ اراضی منتخب ہوا اس میں مکرم محمد ابراہیم صاحب کا تین کنال کا پلاٹ بھی شامل تھا جسے آپ نے اس جماعتی ضرورت کے لئے رضا کارانہ طور پر پیش کیا لیکن جماعت نے اس پلاٹ کی قیمت ادا کئے بغیر نہ لیا تو موصوف نے فوراً یہ رقم جو تین لاکھ روپے تھی، چندہ میں ادا کر دی۔

مکرم محمد ابراہیم صاحب کی وفات 9 جون 2013ء کو جرمنی میں 85 سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورۂ جرمنی کے دوران مؤرخہ 24 جون 2013ء بروز سوموار کو دو نماز جنازہ حاضر کے ساتھ جن وفات یافتگان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی ان میں محمد ابراہیم صاحب کا نام بھی شامل تھا۔ آپ کے تعارف میں بطور خاص ذکر کیا گیا کہ آپ کو چار خلفاء کے لئے کھانا تیار کرنے کی سعادت ملی۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 جولائی 2013ء)

مکرم محمد ابراہیم صاحب کی اہلیہ محترمہ 6 بیٹے اور تین بیٹیاں حیات ہیں اور جرمنی میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ ماسٹر عبد القدوس صاحب شہید کے سگے ماموں تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور اُن کی نیکیاں اُن کی اولاد میں جاری رہیں، آمین۔

بقیہ: نورِ خدا از صفحہ 38

ایک لیڈی کا ایک دوسرے شہر سے خط آیا۔ اس نے لکھا کہ مجھے کشف میں ایک ہندوستانی بزرگ ملا کرتے ہیں اور میری مشکلات میں میری رہنمائی کرتے ہیں۔ کیا آپ مجھے بتلا سکتے ہیں کہ وہ بزرگ کون ہو سکتے ہیں؟

میں نے اسے چند تصاویر بھیجیں، جن میں ایک تصویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی تھی اور لکھا کہ تم خود ان تصویروں سے پہچان لو کہ وہ کون شخص ہے۔ اس پر اس لیڈی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر پر نشان لگا کر مجھے لکھ بھیجا کہ

”یہ وہ بزرگ ہیں جو خوابوں میں مجھے ملتے ہیں اور میری رہنمائی کرتے ہیں“۔

(ذکر حبیب صفحہ 374)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اِس روحانی اور نورانی کیفیت اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر متعدد مواقع پر بیان فرمائی ہے اور جن پُرزور الفاظ میں اسے پیش فرمایا ہے، دنیا کا کوئی انسان اس طرح بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے سوائے اُس کے جو حقیقت میں تعلق باللہ کے اِس مقام پر فائز ہو۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور مَیں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے“۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19، مطبوعہ 2009 صفحہ 61)

”اِس تاریکی کے زمانے کا نور مَیں ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن خندقوں اور گڑھوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں“۔

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15 مطبوعہ 2009 صفحہ 13)

اللہ کرے کہ تاریکی کے اس زمانہ میں دنیا کی آنکھیں کھلیں اور وہ اس نور کو شناخت کر کے اس سے منوّر ہوتا طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا انسانیت امن وسکون اور خوشحالی و کامرانی سے ہمکنار ہو، آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

محترم ملک سمیع اللہ صاحب

خاکسار کے سسر محترم ملک سمیع اللہ صاحب ابن مکرم حکیم مرغوب اللہ صاحب آف شیخوپورہ پاکستان طویل علالت کے بعد مؤرخہ 25 مئی 2020ء کو بعمر 83 سال Alzey میں وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم 1990ء میں جرمنی آئے اور یہاں Alzey میں زعیم انصاراللہ مقرر ہوئے۔ پھر پہلے جرمنی کے مرکزی دفاتر اور اس کے بعد مجلس انصار اللہ کے انچارج دفتر کے طور پر ایک واقف زندگی کی طرح رضا کارانہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ گوناں گوں صفات کے مالک تھے منجان مرنج طبیعت پائی تھی اور مزاحیہ شاعری کے ذریعہ ہر محفل میں رونق لگائے رکھتے۔ مرحوم کی تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ (ملک محمد طفیل، صدر جماعت Alzey)

مکرمہ بشریٰ احمد صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ بشریٰ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم عباس احمد صاحب مرحوم بعمر 64 سال مؤرخہ 14 دسمبر 2019ء کو وفات پاگئی تھیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کو سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے کولہے میں فریکچر ہوگیا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کا وصیت نمبر 88510 ہے۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد آپ کی تدفین Rüsselsheim کے قبرستان میں ہوئی۔ مرحومہ کو بلدیہ ٹاؤن سیکٹر 8 کراچی میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ آپ وفات تک پاکستان میں بعض غریب خاندانوں کی مدد کرتی رہیں۔

(تنویر احمد، صدر حلقہ Rüsslesheim ost)

مکرم منیر احمد صدیقی صاحب

منیر احمد صدیقی صاحب لمبا عرصہ علیل رہنے کے بعد مؤرخہ 28 مئی 2020ء کو اوفن باخ میں 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

منیر احمد صدیقی صاحب 1937ء میں فیصل آباد میں ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ پاکستان میں اپنا کاروبار کرتے تھے۔ 1985ء میں جرمنی میں تشریف لائے. اور 1986ء میں Seligenstadt کی جماعت کے صدر منتخب ہوئے اور دو سال تک خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ اس دور میں بڑی کامیاب تبلیغی میٹنگز کروائیں۔ اسی طرح زعیم انصار اللہ کے طور پہ بھی کام کی توفیق ملی اور شعبہ سمعی بصری اور شعبہ رہائش میں بھی کام کرتے رہے۔ پاکستان میں بھی خطبہ جمعہ کی کیسٹس تیار کرنے میں شعبہ سمعی بصری کی معاونت کرتے تھے۔ مرحوم کے والد ڈاکٹر محمد شفیع صاحب جو دعاگو کے نام سے بھی مشہور تھے۔ ایک لمبے عرصے تک پنڈی بھٹیاں کے صدر جماعت رہے ہیں۔ موصوف چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ (مبشر احمد تبسم جنرل سیکرٹری لوکل امارت اوفن باخ)

مکرم ظفراللہ احمد خان صاحب

میرے والد مکرم ظفراللہ احمد خان صاحب ابن مکرم سردار سیف اللہ خان صاحب حلقہ Höchst فرانکفرٹ مؤرخہ 9 جون 2020ء بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کے دادا کا نام سردار خداداد خان تھا جن کو ملکہ وکٹوریہ نے وکٹوریہ کراس سے نوازا تھا موصوف تقسیم ہند کے بعد کراچی آکر مقیم ہوئے۔ کراچی میں مختلف جماعتی خدمات بجالانے کے علاوہ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کراچی تشریف لاتے تو آپ کو قافلہ کے ساتھ ڈیوٹی دینے کی سعادت بھی حاصل رہی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش طبع اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے پیچھے چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ اور تدفین مؤرخہ 16 جون 2020ء کو فرانکفرٹ کے Süd Friedhof میں ہوئی۔ (بابر احمد خان۔ Höchst فرانکفرٹ)

مکرم صلاح الدین بٹ صاحب

ہمارے پیارے اور شفیق والد محترم صلاح الدین بٹ صاحب مؤرخہ 10 جون 2020ء کو وائن گارٹن جرمنی میں وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم غلام احمد بٹ صاحب مرحوم کے بیٹے تھے جنہوں نے 1931ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں احمدیت قبول کی۔ جرمنی آنے سے قبل ہمارے والد صاحب فیصل آباد پاکستان میں مقیم تھے۔ آپ خدمتِ دین کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق میں بھی نمایاں حصہ لیتے تھے۔ فیصل آباد میں ایک لمبے عرصہ تک ضیافت اور مہمان نوازی کے شعبہ میں خدمات انجام دیں۔ اعلیٰ اخلاق اور اسلامی اقدار کی ہمیشہ پاسداری کی۔ خلافت کے فدائی تھے۔ انتہائی ملنسار اور غریب پرور انسان تھے۔ 1974ء کے فسادات میں آپ نے بڑے صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا اور ہر مخالفت برداشت کرکے ثابت قدم رہے۔ فیصل آباد میں آپ کے چار بھتیجوں کو شہید کر دیا گیا۔ جس کا آپ کو بہت صدمہ تھا مگر آپ نے نہایت صبر اور حوصلہ سے یہ ظلم برداشت کیا۔ آپ 1991ء میں جرمنی آئے اور وائن گارٹن میں رہائش اختیار کی۔ نمازوں کے پابند تھے۔ جب تک مقامی جماعت کو نماز سنٹر مہیا نہیں ہوتا تھا آپ کا گھر ہی نماز سنٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ پسماندگان میں دو بیٹے، چار بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بھتیجے مکرم طاہر جمیل احمد بٹ صاحب بطور نائب ناظر مال ربوہ۔ مکرم شکیل احمد بٹ صاحب۔ برطانیہ میں نائب صدر انصاراللہ جبکہ آپ کے بھانجے خواجہ عبدالقدوس صاحب شعبہ حفاظت خاص میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(عامر بٹ۔عمر بٹ۔ وائن گارٹن جرمنی)

مکرم ناصر احمد صاحب درّانی

مکرم ناصر احمد صاحب درّانی روسلز ہائم جرمنی ابن مکرم عطاالرحمن صاحب درّانی مرحوم عرصہ دس سال کینسر جیسی موذی بیماری سے بڑے حوصلے اور ہمت سے لڑتے ہوئے بالآخر 12 جون کو خدا کے حضور حاضر ہوگئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑداد حضرت میاں روشن دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے آئی جو کہ منگولے ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے آپ نے ایک خواب کی بناء پر سن 1904ء میں

قادیان آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔
ناصر احمد صاحب درّانی مکرم عطاالرحمٰن صاحب کے بڑے بیٹے تھے جنہوں نے اپنی زندگی سلسلہ کے لئے وقف کی ہوئی تھی ایک عرصہ تک بطور انسپکٹر بیت المال آمد کام کیا بعدہ دفتر وصیت ربوہ میں کام کرتے رہے مکرم ناصر صاحب نے ربوہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی بعدہ لاہور سے حکمت کی ڈگری حاصل کی۔ شروع سے ہی اپنا کام کرتے رہے پھر جرمنی چلے آئے آپ نے یہاں بھی اپنا کاروبار کیا اور ایک لمبا عرصہ اپنی جماعت میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور اپنے چاروں بیٹوں کو محض خدا کے فضل سے وقفِ نو کی تحریک میں پیش کیا اللہ تعالیٰ ان کی یہ قربانی قبول فرمائے اور بچوں کو احمدیت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین موصوف موصی تھے اور اپنا حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کرنے کی توفیق پائی، الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں 19 جون 2020ء بروز جمعۃالمبارک تدفین ہوئی اپنے پیچھے دو بھائیوں اور چار بہنوں کے علاوہ دو بیویاں اور چار بچے سوگوار چھوڑے ہیں

(گلفام احمد۔ لوکل امیر Rüsselsheim)

محترمہ طاہرہ محمود صاحبہ

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ طاہرہ محمود صاحبہ بنت محترم ملک رشید صاحب مورخہ 26 جون 2020 بروز جمعۃالمبارک قریباً دو سال کی علالت کے بعد صرف چالیس کی عمر میں وفات پا گئی ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ محترم غلام محمد صاحب کی پوتی اور محترم چاچا اللہ رکھا صاحب بجلی والے کی نواسی تھیں۔ آپ نے لواحقین میں اپنے شوہر محترم شاہد محمود صاحب اور ایک بیٹی (واقفہ نو) چھوڑی ہے۔ مرحومہ بہت خوش اخلاق، دعا گو، صابرہ اور خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والی تھیں۔

(تحسین رشید مربی سلسلہ حال فریدبرگ جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔

میونخن گلڈباخ میں

”اسلام نمائش“ کا انعقاد

2019ء کے موسم گرما میں جناب Christoph Simonsen صاحب جو کہ کیتھولک چرچ ”سٹی چرچ“ کے پادری ہیں، کے ساتھ اسلام کی تعارفی نمائش کی جگہ اور تیاریوں کے متعلق بات چیت کا آغاز ہوا۔ انہوں نے ہمیں اس مقصد کے لئے ”سٹی چرچ“ کا ہال بلا معاوضہ استعمال کرنے کی پیشکش کی۔ اس تعارفی نمائش کا انعقاد 15 نومبر تا 22 نومبر 2019ء کیا گیا۔ 14نومبر کو مکرم احسن فہیم صاحب مربی سلسلہ نے مقامی جماعت کے 20 خدام کے تعاون سے نمائش کے قدآدم چارٹس سے ہال کو آراستہ کیا۔ 15نومبر کو نمائش کا افتتاح شہر کے میئر جناب Schroeren نے کیا جس کے بعد ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں مکرم بلال اویس صاحب مربی سلسلہ، مکرم شمس الدین صادق صاحب سابق صدر جماعت Viersen اور شہر کے میئر موصوف نے شرکت کی اور سوالات کے جوابات دیئے۔

محترم میئر صاحب نے اپنی تقریر میں اسلام سے متعلقہ نمائش کے ایک چرچ میں انعقاد کو مذہبی رواداری کی علامت قرار دیا۔ اس کے بعد مکرم انیق احمد صاحب مربی سلسلہ نے مہمانانِ خصوصی کو نمائش کا تعارفی دورہ کروایا۔ 15نومبر کی شام کو مکالمہ بین المذاہب کی تقریب منعقد کی گئی جس میں مندرجہ ذیل 5 مختلف مذاہب کے نمائندگان نے شرکت کی۔

1۔ جناب Christoph Simonsen صاحب۔ پادری کیتھولک چرچ
2۔ جناب Dietrich Denker صاحب۔ پادری پروٹسٹنٹ چرچ
3۔ محترم محمود احمد ملہی صاحب۔ مربی سلسلہ
4۔ جناب Konstantinos Mpolossis صاحب، پادری یونانی آرتھوڈوکس چرچ
5۔ محترمہ Teresa Köther صاحبہ۔ بہائی نمائندہ

نمائش روزانہ 10 سے 4 بجے شام تک جاری رہی۔ مجموعی طور پر 365 مہمانوں نے نمائش دیکھی۔ ان میں سکول کی دو کلاسوں کے بچے بھی شامل ہیں۔ ان بچوں کے ساتھ آنے والی ایک استانی صاحبہ نے نمائش کے بارہ میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: ”اسلام کے بارہ میں اس معلوماتی نمائش کے لئے ایک ہفتہ کا دورانیہ بہت کم ہے یہ مستقل بنیادوں پر منعقد ہونی چاہیے تاکہ سکولوں کے طلباء بطور خاص وہ طلباء جو مذہب بطور مضمون پڑھ رہے ہیں اس نمائش سے استفادہ کرسکیں“۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے مہمانوں نے اسلام اور اس کی حسین تعلیم سے متعارف کرانے پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اس نمائش کے کامیاب انعقاد کے لئے مقامی جماعت Viersen کے خدام، انصار اور لجنہ اماء اللہ نے بہت محنت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے اپنے فرائض سرانجام دیئے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء (رپورٹ: غالب شیخ۔ سیکرٹری تبلیغ Viersen)

دائیں سے بائیں: Christoph Simonsen صاحب، Dietrich Denker صاحب، مکرم محمود احمد ملہی صاحب
Konstantinos Mpolossis صاحب اور محترمہ Teresa Köther صاحبہ

تقریب کے حاضرین کا ایک منظر

نمائش کا افتتاح برگر ماسٹر جناب Schroeren صاحب کر رہے ہیں

Zakat Calculator for Year 2020

Prepared by: Haider Ali Zafar
Naib Amir Jamaat Ahmadiyya Germany

Index

Zakat Amount per Gram=	€ 1.190
Zakat Amount per Tola =	€ 13.875

1 Tola =	11.66 g
Nisab Price per Tola=	47.60 €

Gold Weight in Tola	Gold Weight in Grams	Cash Amount (Euro)	Zakat Payable Amount (Euro)
7,5	87.45	4162.62	104.07
8	93.28	4440.13	111.00
9	104.94	4995.14	124.88
10	116.60	5550.16	138.75
11	128.26	6105.18	152.63
12	139.92	6660.19	166.50
13	151.58	7215.21	180.38
14	163.24	7770.22	194.26
15	174.90	8325.24	208.13
16	186.56	8880.26	222.01
17	198.22	9435.27	235.88
18	209.88	9990.29	249.76
19	221.54	10545.30	263.63
20	233.20	11100.32	277.51
21	244.86	11655.34	291.38
22	256.52	12210.35	305.26
23	268.18	12765.37	319.13
24	279.84	13320.38	333.01
25	291.50	13875.40	346.89
26	303.16	14430.42	360.76
27	314.82	14985.43	374.64
28	326.48	15540.45	388.51
29	338.14	16095.46	402.39
30	349.80	16650.48	416.26
31	361.46	17205.50	430.14
32	373.12	17760.51	444.01
33	384.78	18315.53	457.89
34	396.44	18870.54	471.76
35	408.10	19425.56	485.64

Formula	Number of grams x 1.190=Answer is Payable Zakat amount
	Number of Tolas x 13.875=Answer is Payable Zakat amount

نوٹ: اگر مزید کلکیولیشن کرنی مقصود ہو تو ایک تولہ کو 13.875 یورو کے ساتھ ضرب دیں، جو جواب آئے وہ زکوٰۃ کی رقم ہو گی۔ مثلاً اگر 45 تولہ زیورات ہیں تو 624.38 یورو زکوٰۃ بنے گی۔

(45x13.875=624.38Euro)

مندرجہ بالا گوشوارہ میں سونے کی قیمت رمضان المبارک 2020ء سے قبل کی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ادائیگی کے وقت سونے کی قیمت کو مدنظر رکھیں۔

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 21
ISSUE 07
July 2020
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir